کتاب و سُنّت ڈاٹ کام /// محدث لائبریری /// http://kitabosunnat.com

لا إلهَ إلّا اللّه و مُحمد رسولُ اللّه

مثالی شخصیات

دی آئیڈیلز

تالیف : عادِل سُہیل ظفر

پہلا حصہ / پہلا برقی اصدار

کتاب و سُنّت ڈاٹ کام /// محدث لائبریری /// http://kitabosunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

فہرست

::::: مقدمہ ::::: 2

صحابہ کون تھے ؟؟؟ اُن کی شخصیات کے بارے میں بری صِفات ماننے والے کیا جرم کرتے ہیں ؟؟؟ 2

❁ خُبیب بن عدِیّ، اور سعید بن عامر الجُمُحیؓ، رضی اللہ عنہما وأرضاھُما ❁ 10

❁❁❁ البراء بن مالک الأنصاری ❁❁❁ 15

❁❁❁ ماعِز بن مالک رضی اللہ عنہ ُ وأرضاہُ ❁❁❁ 18

❁❁❁ فَیرُوز الدَّیلَمِیّ، رضی اللہ عنہ ُ وأرضاہُ ❁❁❁ 21

❁❁ مُحمد بن مَسلمہ الأنصاری الأوسی الحارثی، رضی اللہ عنہ ُ وأرضاہُ ❁❁ 26

❁❁❁ ابو جابر عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ وأرضاہُ ❁❁❁ 32

❁❁❁ ابو قتادہ حارث بن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ ُ وأرضاہُ ❁❁❁ 41

❁❁❁ أبو دُجانہ سِماک، رضی اللہ عنہ ُ وأرضاہُ، بن خرشہ سعدی ❁❁❁ 46

❁ تمیم الداری، خیر اہل ُالمدینہ، رضی اللہ عنہ ُ وأرضاہُ، بن اوس الداری ❁ 52

❁❁❁ عُکاشہ، رضی اللہ عنہ ُ وأرضاہُ، بن محصن اَسدی ❁❁❁ 56

❁❁❁ عتاب رضی اللہ عنہ ُ وأرضاہُ، بن اسید اُموی ❁❁❁ 62

❁❁❁ أرقم، رضی اللہ عنہ ُ وأرضاہُ، بن ابی أرقم ❁❁❁ 65

❁❁❁ اُم ربیع رضی اللہ عنہا و أرضاھا ❁❁❁ 68

ایک سچی مؤمنہ (اِیمان والی عورت) کی کرامت 68

 http://kitabosunnat.com /// محدث لائبریری /// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

::::: مقدمہ :::::

آئیڈیل، خیالی شخصیت یا مثالی شخصیت کوئی ایسی شخصیت جِس کو کوئی اپنے لیے معیار مقرر کر لیتا ہے اور اپنے ہر ہر کام، ہر ہر بات کو اُسکے کام اور بات کے مُطابق بنانے کی کوشش میں رہتا ہے، اپنے لیے کِسی کو مثالی شخصیت قرار دے کر اُسکی نقالی کرنے میں کوئی خرابی نہیں، خرابی تو صرف شخصیت اختیار کرنے سے پیدا ہوتی ہے، دُنیا اور آخرت کی خرابی، یا بسا اُوقات صرف آخرت کی خرابی جو کہ دُنیا کی خرابی سے کہیں زیادہ بڑھ کر نقصان دہ ہے،

اِنسانی تاریخ میں سب سے بہترین شخصیت جِس کا حق ہے کہ اُس کو آئیڈیل بنایا جائے، وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ہیں، اور اُن کے بعد دیگر انبیاء اور رُسل، اور اُن کے بعد رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں، جِن کے دِلوں کی پاکیزگی اور تقوے کی شہادت خود اللہ جلّ عُلانے دی اور جِن کو جیتے جی اِس دُنیا میں جنّت کی خوش خبریاں دی گئیں، کافروں، مُنافقوں اور کلمہ گو مُشرکوں نے آج ہمیں اُن شخصیات سے بہت دُور کر رکھا ہے، تاکہ ہم اُنہیں اپنا آئیڈیل نہ بنالیں،

کیونکہ اگر ہم نے اُنہیں اپنا آئیڈیل بنالیا اور اُنکے اَنداز و اَطوار اپنا لیے تو اللہ کی رحمت اور فتح و نصرت پھر اُسی طرح آئے گی جیسے اُنکے لیے آئی تھی اور کُفر و شرک ذلیل و رسوا ہو گا اور کافر اور مُشرک مُسلمانوں پر حکم چلانے کی بجائے پھر سے اُن کے محکوم بن جائیں گے،

لہٰذا کہیں نصاب بدلا جاتا ہے اور کہیں اُستاد،

کہیں اَیوانِ حکومت سجائے جاتے ہیں اور کہیں خانقاہیں،

کہیں اِنسانی حقوق کے نام پر ذہن و سوچ تبدیل کیے جاتے ہیں اور کہیں آزادیءِ نِسواں کے نام پر،

کہیں آزادیءِ رائے کے نام پر کچھ بھی پڑھایا سِکھایا جانا دُرُست سمجھایا جاتا ہے، اور کہیں وحدتِ ادیان و مذاہب کے نام پر شیطانیت کی پیروی کی طرف مائل کیا جاتا ہے،

اور یہ سب کچھ اِس لیے کہ ہمارے آئیڈیل کافر، مُشرک، بد عقیدہ اور بد عمل گُناہ گار لوگ ہوں، اور ہماری زندگیاں اُن کی نقالی میں ہی ختم ہوں جائیں، نہ دُنیا میں اللہ کی فتح و نُصرت اور رضا حاصل ہو اور نہ آخرت میں،

قارئین محترم، یہ ایک جنگ ہے کُفار و مُشرکین اور اُن کے حامی و مددگار ہماری صفوں میں پائے جانے والے مُنافقین کی طرف سے، اور جہاد ہے مُسلمانوں کے لیے اپنے عقیدے کے دفاع اور اُسکی سر بُلندی کے لیے، تاکہ اُن کا رب اُن پر راضی ہو جیسے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین پر راضی ہوا تھا،

صحابہ کون تھے ؟؟؟ اُن کی شخصیات کے بارے میں بری صِفات ماننے والے کیا جرم کرتے ہیں ؟؟؟

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے اِیمان، کردار، صِفات و شخصیات کے بارے میں کِسی بھی اور سے کوئی بھی گواہی لینے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کی حاجت ہی نہیں، کیونکہ تمام تر مخلوق کے اکیلے، لا شریک خالق اللہ العلیم، الخبیر نے اُن کے بارے میں بہت سے گواہیاں خود دی ہیں،

اور اللہ سے بڑھ کر سچ بولنے والا کوئی نہیں :::

﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ::: اور اللہ سے بڑھ کر بھلا کِس کی بات سچی ہو سکتی ہے﴾ سُورت النِساء (4)/آیت 87،

﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا ::: اور اللہ سے بڑھ کر بھلا کون اپنی بات میں سچا ہو سکتا ہے﴾ سُورت النِساء (4)/آیت 122،

اور خالق سے بڑھ کر اپنی مخلوق کو جاننے والا کوئی نہیں :::

﴿أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ::: بھلا وہ نہیں جانتا جس نے سب کی تخلیق فرمائی، اور وہ بہت ہی باریک بین ہے اور مکمل ترین خبر رکھنے والا ہے﴾ سُورت المُلک (67)/آیت 14،

اور ازل سے ابد تک ہر ایک بات اُس کے عِلم میں ہے :::

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ::: اللہ غیب اور حاضر (ہر چیز اور معاملے) کا علم رکھتا ہے وہ سب سے بڑا ہے، اور بہر حال بالاتر ہے))) سُورت الرعد (13)/آیت 9،

﴿لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ::: تاکہ تم لوگ جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اور یقیناً اللہ نے ہر ایک چیز کو اپنے عِلم میں کے گھیرے میں لے رکھا ہے﴾ سُورت الطلاق (65)/آیت 12،

﴿عَالِمِ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِن ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ::: اللہ ہی غیب کا علم رکھتا ہے، آسمانوں اور زمین مین کوئی ذرہ برابر چیز بھی اُس کے عِلم سے باہر نہیں، اور نہ ہی کسی ذرے سے چھوٹی کوئی چیز اور نہ ہی کوئی بڑی چیز، سوائے اِس کہ اُس چیز کے بارے میں واضح کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہے﴾ سُورت سباء (34)/آیت 3،

اور اپنے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زُبان مُبارک سے یہ خبریں عطاء فرمائیں :::

﴿إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ فَقَالَ اكْتُبْ. فَقَالَ مَا أَكْتُبُ . قَالَ اكْتُبِ الْقَدَرَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى الأَبَدِ ::: اللہ نے سب سے پہلے قلم تخلیق فرمایا، اور اُسے حکم دِیا کہ، لکھو، قلم نے عرض کی، کیا لکھوں، اللہ نے فرمایا، جو کچھ پہلے تھا اور جو کچھ ابد تک ہونے والا ہے سب کچھ لکھو﴾ سُنن الترمذی

www.KitaboSunnat.com

/حدیث 2308/کتاب القدر/باب 17 ،اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا،

﴿قَدَّرَ اللَّهُ الْمَقَادِيرَ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ::: اللہ نے آسمان اور زمین بنانے سے پچاس ہزار سال پہلے ہی سب (مخلوق کے بارے میں سب) کچھ لکھوا دِیا تھا﴾ سُنن الترمذی /حدیث 2309/کتاب القدر/باب 18، صحیح ابن حبان/حدیث 6138/کتاب التاریخ/باب 2 ،اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے صحیح قرار دِیا۔

اُن گواہیوں سے پہلے، اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ کے یہ فرامین مُبارک پڑھتے چلیے ،اور اِنہیں دِل و دِماغ میں بٹھا لیجیے ﴿إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ مَن يَضِلُّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ::: بے شک (اے محمد) آپ کا رب سب سے زیادہ عِلم رکھتا ہے کہ کون اللہ کی راہ سے گمراہ ہے (اور گمراہ ہو گا)، اور کون ہدایت پایا ہوا ہے﴾ سُورت الانعام (6)/آیت 117،

﴿أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ ::: کیا اللہ وہ کچھ نہیں جانتا جو کچھ دُنیا والوں کے دِلوں میں ہوتا ہے﴾ سُورت العنکبوت (29)/آیت 10،

اور اِس پر اِیمان رکھیے کہ اللہ جلّ وعُلانے جِن کے ہدایت یافتہ ہونے کی گواہیاں دِی ہیں، وہ یقینی طور پر جانتا تھا کہ وہ لوگ اُسی حال میں مریں گے ، اور اُسی حال میں اُس کے سامنے حاضر ہوں گے ،

پس خُوب اچھی طرح سے سمجھ لیجیے کہ ، بعد میں آنے والوں کی ہفویات کا کوئی اعتبار نہیں ،

جو کوئی بھی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں کسی ایک کے بارے میں بھی کوئی ایسی بات کہتا یا لکھتا ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے کِسی فرمان کے خِلاف ہو، اُس شخص کا کہا اور لکھا سب ہی مَردُود ہے، خواہ اُس کے لیے وہ کوئی بھی عُذر پیش کرتا رہے، دُنیاوی زندگی میں تو اُس کا کوئی بھی عُذر اُسے اللہ تعالیٰ کے فرامین کی تکذیب کے گناہ سے مبراء نہیں کر سکتا، آخرت کا معاملہ اللہ کے سُپرد ہے، ایسے شخص کے ساتھ جو چاہے گا کرے گا،

اب پڑھتے ہیں، اللہ العلیم کی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے اِیمان و کردار کے بارے میں تعریف، اور گواہیاں،

﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ::: محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو اُس کے ساتھ ہیں (اُن کی صِفات میں سے ہے کہ وہ) کافروں پر شدید ہیں، اور ایک دُوسرے پر رحم کرتے ہیں، آپ اُنہیں دیکھیں گے کہ وہ اللہ کا فضل اور اللہ کی رضا

 http://kitabosunnat.com/// محدث لائبریری/// کتاب وسُنّت ڈاٹ کام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانے کے لیے (اللہ کے سامنے) رُکُوع اور سجدے کرتے ہیں، اُن کے چہروں پر سجدوں (کی کثرت سے ہونے والا نشان) اُن کی پہچان ہے، اُن کی یہی نشانی تورات میں (بھی بتائی گئی) ہے، اور انجیل میں اُن کی مِثال یہ دِی گئی ہے جیسا کہ کھیتی کی کوئی بوٹی اپنا سِرا نکالتی ہے، پھر اُسے مضبوط کیا، اور پھر بڑی (اور موٹی) ہو گئی، پھر اپنے تنے پر قائم ہو گئی، اور کسان کو خوش کرتی ہے، تا کہ اللہ (اِیمان والوں کی کھیتی کے پھلنے پھولنے سے) کافروں کو جلائے، اللہ کا وعدہ ہے کہ اِن میں سے جو اِیمان لائے، اور نیک عمل کیے تو اُن کے لیے بخشش ہے اور بہت عالی شان اجر ہے ﴾ سُورت الفتح (48)/آیت 29،

ایک دُوسرے پر رحم کرنے والے، اور اللہ کی رضا پانے کے لیے اُس کے سامنے رکوع و سجود کرنے والے، کِن مؤمنین کی اللہ نے تعریف فرمائی،،،، کیا صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین تھے ؟؟؟ یا بعد میں آنے والے وہ لوگ جو اپنی ناقص اور چکرائی ہوئی عقل کے مُطابق، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو تو اپنے اِرد گرد پائے جانے والے عام مُسلمان سمجھنے لگے، اور اپنے آپ کو ایسا برتر و اعلیٰ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں جاہلیت و عصبیت بھی دِکھائی دینے لگی،

﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ::: وہ مہاجر اور انصار میں سے وہ لوگ جنہوں نے (اِسلام کی دعوت کے) بالکل آغاز آغاز میں ہی اِسلام قُبول کر لیا، اور (پھر) وہ جو، نیک نیتی اور نیکی کے ساتھ اِن (مہاجر و انصار صحابہ) کی پیروی کرتے ہیں، اللہ اُن سب سے راضی وہ گیا، اور وہ سب اللہ سے راضی ہو گئے، اور اللہ نے اِن کے لیے کرنے میں سے جنہوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی، نیز وہ جو بعد میں راستبازی کے ساتھ پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اللہ نے اِن لوگوں کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں، جن کے نیچے سے دریا بہتے ہیں، یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ اُن باغات میں رہیں گے، یہ بہت ہی بڑی عالی شان کامیابی ہے ﴾ سُورت التوبہ (9)/آیت 100،

﴿هُوَ ٱلَّذِىٓ أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِۦ وَبِٱلْمُؤْمِنِينَ ○ وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ::: (اے محمد) وہ (اللہ) ہی ہے جِس نے اپنی مدد سے، اور اِیمان والوں (کے ساتھ) سے آپ کو تقویت پہنچائی ○ اور اُن اِیمان والوں کے دِلوں میں ایک دُوسرے کے لیے اُلفت پیدا کی، اگر آپ زمین میں موجود سب ہی کچھ خرچ کر دیتے تو بھی اُن کے دِلوں میں (ایک دُوسرے کے لیے ایسی) اُلفت پیدا نہ کر سکتے تھے، لیکن اللہ نے اُن کے دِلوں میں یہ اُلفت پیدا کر دِی، بے شک اللہ بہت زبردست اور حِکمت والا ہے ﴾ سُورت الانفال (8)/آیات 62،63،

مہاجرین اور انصار دونوں کی تعریف فرماتے ہوئے اِرشاد فرمایا ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ

محدث لائبریری///کتاب و سنّت ڈاٹ کام/// http://kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کَرِیمٌ::: اور وہ لوگ جو اِیمان لائے، اور جِنہوں نے (اپنا سب کچھ چھوڑ کر) ہجرت کی، اور اللہ کی راہ میں جِہاد کیا، اور وہ لوگ جِنہوں نے (اِن مہاجرین کو) پناہ دِی، اور اِن کی مدد کی، یہ (سب) ہی لوگ یقینی اور حقیقی اِیمان والے ہیں، اِن کے لیے (اللہ کی) بخشش ہے، اور عِزت والا رزق ہے ﴾سُورت الانفال (8)/آیت 74،

﴿لَكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ::: لیکن رسول، اور جو اُن کے ساتھ اِیمان لائے اور اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جِہاد کیا، اور یہی ہیں جن کے لیے خیر ہی خیر ہے، اور یہی ہی لوگ کامیابی والے ہیں ○ اللہ نے اِن لوگوں کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں، جِن کے نیچے سے دریا بہتے ہیں، یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ اُن باغات میں رہیں گے، یہ بہت ہی بڑی کامیابی ہے ﴾سُورت التوبہ (9)/آیات 88، 89،

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ::: بے شک جو لوگ رسول اللہ کے سامنے اپنی آوازیں بُلند نہیں کرتے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دِلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے جانچ لیا ہے، اِن لوگوں کے لیے بڑی بخشش ہے اور عظیم ثواب ہے))) سُورت الحُجرات (49)/آیت 3، [1]

مہاجرین میں سے غریب صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے لیے خصوصی طور پر اِرشاد فرمایا ﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ::: (وہ مال جو اللہ نے دِلوایا ہے) اُن غریب مہاجرین کے لیے ہیں جنہیں (حق قُبول کرنے کی پاداش میں) اُن کے گھروں اور اُن کے اموال سے نکال دِیا گیا (اور وہ غریب ہوگئے، لیکن پھر بھی) وہ لوگ اللہ سے اُس کا فضل اور اُس کی رضا چاہتے ہیں، اور اللہ اور اُس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہ ہی لوگ سچے (اِیمان والے) ہیں ﴾سُورت الحَشر (59)/آیت 8،

اِس سے اگلی آیت شریفہ میں انصار کی تعریف میں خصوصی طور پر اِرشاد فرمایا ﴿وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ

[1] الحمد للہ، تقویٰ کے بارے میں ایک مُفصل مضمون الگ سے نشر کیا جا چکا ہے، جو درج ذیل ربط پر میسر ہے : تقویٰ، تعریف، مفہوم، اور ذرائع حُصُول ::: http://bit.ly/1EbqpSS ۔

 محدث لائبریری///کتاب و سُنّت ڈاٹ کام///http://kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْمُفْلِحُونَ ::: اور (وہ مال جو اللہ نے دِلوایا ہے) اُن لوگوں کے لیے بھی ہے جو (مہاجرین سے) پہلے ہی (یہاں مدینہ المنورہ میں) گھر اور اِیمان لیے موجود تھے ، جو اِن کی طرف ہجرت کر کے آتا ہے اُس سے محبت کرتے ہیں ، اور جو کچھ اُن مہاجرین کو دیا جاتا ہے اُس کے بارے میں اپنے دِل میں کوئی خلش نہیں پاتے ، اور مہاجرین کو اپنے آپ سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں ، خواہ (یہ انصار) خود تنگی ، غربت اور محتاجی کی حالت میں ہوں ، اور جو کوئی اُس کے نفس کی کنجوسی اور لالچ سے بچا لیا گیا تو وہی لوگ خیر (اور کامیابی) پانے والے ہیں ﴾ سُورت الحَشر (59)/آیت 9، [2]

﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ ::: وہ لوگ جو نبی کے ساتھ اِیمان لائے ، قیامت والے دِن اُن (کے اِیمان) کی روشنی اُن لوگوں کے (آگے اُن کے) دونوں ہاتھوں کے درمیان ، اور اُن کے دائیں طرف چل رہی ہو گی ﴾ سُورت التحریم (66)/آیت 8،

اِن آیات شریفہ کے عِلاوہ اور بھی بہت سی آیات مُبارکہ اور احادیث شریفہ ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے حقیقی سچے اِیمان والے ہونے کی گواہی ہیں ،

پس ، مجھے اِس میں کوئی ادنیٰ سا بھی شک نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں تاریخ میں ایسی کوئی بھی روایت جو اللہ تعالیٰ کے کِسی فرمان کی مُطابقت نہ رکھتی ہو ، وہ روایت مَردُود ہے ، خواہ اُس کا راوی کوئی بھی رہا ہو ، اور اُس کو نشر کرنے والا ، اُس کو پھر سے نقل کرنے والا ، اُس کو بیان کرنے والا کوئی بھی رہا ہو ،

ہم اِس بحث میں نہیں پڑتے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی شخصیات میں ، اللہ تبارک و تعالیٰ کے فرامین کی مخالف صِفات دِکھانے والوں میں سے کِس نے وہ روایات کِس نیت سے ذِکر کیں ، کیونکہ ہمارے اندر ، بالخصوص پاک و ہند کے مُسلمانوں کے اندر شخصیت پرستی ، آباء پرستی ، گروہ پرستی ، جماعت پرستی ، اپنے علاقے ، اپنے قبیلے ، اپنے خاندان کی نسبت وغیرہ قِسم کی صِفات ہڈیوں کے اندر تک سرایت شُدہ ہیں ، سِوائے چند لوگوں کے جو اللہ اور اُس کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق ، اور اُن کی مقرر کردہ حُدود میں رہتے ہوئے کِسی سے نِسبت مقرر کرتے ہیں ، اور کِسی کی اِتباع کرتے ہیں ،

لہذا ، اگر ہم کِسی شخص کے کہے ہوئے کو اُس کی شخصیت کی نِسبت سے زیر کلام لاتے ہیں تو ، ہمیں اُس کے کہے ہوئی کی غلطی سُجھائی نہیں دیتی ، بلکہ ہمارا ہدف اُس شخص کو ہی دُرست ثابت کرنا ہی ہو جاتا ہے ، خواہ اُس کے لیے ہم قران و صحیح حدیث کی نصوص کی غلط تاویلات ہی کرتے رہیں ، اور ایسے لوگوں پر طعن و تشنیع ہی کرتے رہیں جن کے تقویٰ ، اعتدال و انصاف پر صدیوں کی گواہیاں ہوں ،

افسوس ، صد ہا افسوس ، کہ مُسلمانوں کی صفوں میں ایسے بھی ہیں جو اِن سابقون الاولون میں سے کِسی کو تو مُسلمانوں میں پھر سے جاھلیت داخل ہو جانے کا سبب کہتے ہیں ، اور کِسی کو قبائلی اور خاندانی تعصب کی وجہ سے کِسی دُوسرے کی

[2] الحمد للہ ، شُح کے بارے میں بھی ایک مضمون الگ سے نشر کیا جا چکا ہے ، جو درج ذیل ربط پر میسر ہے :
شُح ، یعنی خیر کے کاموں کے لیے کنجوسی اور برائی والا لالچ ہلاکت کا سبب ہے ::: http://bit.ly/1IxbFhO ۔

http://kitabosunnat.com /// محدث لائبریری /// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خِلافت پر راضی نہ ہونے والا، اور، اور، اور،،،،،،،

وہ لوگ یہ بھی نہیں جان پاتے کہ، وہ اِس قسم کی باتیں کہہ کر، لکھ کر، اللہ تبارک وتعالیٰ کے کئی فرامین مُبارکہ کے اِنکار کامُرتکب ہوتے ہیں،

معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ، کیا اللہ جلّ جلالہُ کو یہ عِلم نہ تھا کہ جنہیں وہ اپنی رضامندی کی سندیں عطاء فرما رہا ہے، وہ لوگ مُستقبل قریب میں پھر قبل از اِسلام والی جاھلیت والے عمل کرنے لگیں گے ؟؟؟

سوچیے، قارئین کرام، کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں اِس قِسم کی صِفات کو ماننا اللہ پاک کے کلام کی تکذیب نہیں تو اور کیا ہے ؟؟؟

اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ کے عِلم میں نقص کا اِلزام نہیں تو اور کیا ہے ؟؟؟

اب اگر کوئی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں ایسی باتیں کہے، لکھے جو اللہ عزّ و جلّ کے فرامین کے خِلاف ہو، اور کہے کہ میں نے تو صِرف تاریخی روایات کا ذِکر کیا ہے، تو ایسا کہنا اُس کا اللہ کے مذکورہ بالا فرامین کی مخالفت پر مبنی تاریخی خرافات کو نشر کرنے کا عُذر نہیں بن سکتا،

جی اگر وہ کوئی ایسا جاھل ہو جِسے اللہ تعالیٰ کے اِن فرامین کا عِلم نہ ہو تو، اُس کی جہالت اِسی صُورت میں عُذر مانی جاسکتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے فرامین جاننے کے بعد وہ اپنی کہی، لکھی ہوئی خِلاف قران روایات کی تاویلات کرنے کے بجائے، اور ٹوٹے پھوٹے عُذر پیش کرنے کی بجائے، صراحتاً اپنی غلطی کا اعتراف کرے اور اُس غلطی کا ہر ممکن ازالہ کرنے کی کوشش کرے،

اللہ عزّ و جلّ پر اِیمان رکھنے والے تو اپنے رب اللہ جلّ جلالہُ کے کلام پاک کے ہر ایک حرف پر کِسی شک و شبے کے بغیر اِیمان رکھتے ہیں، اور اُس کے خِلاف کِسی بات کو قُبول نہیں کرتے،

بلکہ اپنی ہی آنکھوں سے دیکھے ہوئے، اور اپنے ہی کانوں سے سُنے ہوئے کو بھی اگر اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ کے کِسی فرمان کے مخالف پائیں تو اپنے دیکھے اور سُنے کو دھوکہ مانتے ہیں اور اللہ کے کلام کو حق،

اپنی غلطیوں کی تاویلات، اور اِدھر اُدھر کے عُذر پیش کرنے کی بجائے، اِصلاح کرتے ہیں، اور اپنے کیے ہوئے کے منفی اثرات سے اپنے اور دُوسروں کے بچاؤ کی کوشش کرتے ہیں،

کچھ لوگ اپنی، یا اپنی کسی پسندیدہ شخصیت کے طرف سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے خِلاف کہی یا لکھی ہوئی باتوں کو دُرست دِکھانے کے لیے، اُس شخصیت کو ہی دُرست سمجھانے کے لیے کہتے ہیں کہ، صحابہ میں اِجتہادی اختلاف بھی تو، جِس میں کوئی ٹھیک تھا تو کوئی غلط، تو پھر دیگر معاملات میں بھی تو ایسا ہو سکتا ہے،

تو ایسے لوگوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ، اپنی شخصیت زدہ، جماعت و گروہ کے کنویں میں بند عقل و

 http://kitabosunnat.com/// محدث لائبریری /// کتاب وسُنّت ڈاٹ کام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہم سے باہر تشریف لایے اور یہ جان لیجیے کہ فقہی مسائل میں صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھی اپنے اپنے عِلم کے مُطابق بات کی ہے، اور ایک دُوسرے کی بات مختلف ہونے کے باوجود کِسی نے بھی اپنے دُوسرے مُسلمان بھائی کے حق میں کوئی تقصیر نہیں کی،

وہ اختلاف دُنیا کے کِسی لالچ کی بِناء پر نہیں تھے، شخصیات، جماعتوں، گروہوں وغیرہ کی نُصرت کے لیے نہیں تھے،

اِسی لیے نہ تو کوئی فقہ ابو بکریہ بنی، نہ کوئی فقہ عُمریہ، نہ کوئی فقہ عُثمانیہ، نہ کوئی فقہ علویہ، اور نہ کسی اور صحابی رضی اللہ عنہُ کے نام پر کوئی مذھب دریافت ہوا،

بالکل اِسی طرح دُنیاوی معاملات میں رائے کا اِختلاف ہوا، لیکن یہ ماننا کہ دُنیاوی کاموں میں ایک دُوسرے سے جیتنے کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے دُوسرے عام دُنیا داروں والا رویہ اپنایا سراسر خِلاف قُرآن ہے، اور اللہ کے کلام کی تکذیب ہے جو کہ کُفریہ کاموں میں شامل ہوتی ہے،

پس ہر وہ شخص جو خود کو مُسلمان کہتا اور سمجھتا ہے، اُس کی عافیت اِسی میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں کوئی بھی ایسی بات کہنے، لکھنے اور نشر کرنے سے باز رہے جو اللہ عزّ و جلّ کے کلام پاک میں سے کِسی ایک بھی حرف کے خِلاف ہو،

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے اللہ کے ہاں مُقام اور رُتبے کا یہ مختصر سا بیان پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اِس بات کا اچھی طرح سے اندازہ ہو جائے کہ اللہ کے رسولوں اور نبیوں کے بعد، سب سے زیادہ پاکیزہ ہستیاں یہی تھے، اور اِن سے اللہ عزّ و جلّ کے نبیوں اور رسولوں کے بعد ہمارے لیے اِن سے اچھا آئیڈیل کوئی اور نہیں ہو سکتا،

اللہ تعالیٰ ہمیں، یہ ہمت عطاء فرمائے کہ ہم اللہ کی رضامندی پانے والے، اللہ کے اِن سچے اور حقیقی اولیاء کو اپنا آئیڈیل بنا لیں، اور اپنے قول اور اپنے فعل سے اِن کے اُس مُقام کی حفاظت کریں جو اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ نے اِنہیں عطاء فرمایا،

آیئے آپکو اللہ کے سچے ولیوں، جنّت کے وارثوں میں سے کچھ ایسی شخصیات کا تعارف کرواؤں، جِن کا عام طور پر مُسلمانوں کی بہت بڑی اَکثریت نام تک نہیں جانتی، اور وہ لوگ سچے ولی ہیں، خود ساختہ قُرآن و سُنّت کی مخالفت کرنے والے نام نہاد ولی نہیں، اللہ کرے کہ آپ اِن سچے ولیوں کو اپنا آئیڈیل بنا لیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ،

طلب گارِ دُعاء،

عادِل سہیل ظفر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ خُبیب بن عدِیؓ، اور سعید بن عامر الجُمَحِيؓ، رضی اللہ عنہما و اُرضاھُما ❁

ایک دِن مکہ میں بڑی چہل پہل تھی اور مکہ کے تقریباً سب ہی لوگ "تنعیم" کی طرف جارہے تھے، مکہ والوں نے محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ایک ساتھی کو دھوکے سے پکڑ رکھا تھا اور اُن لوگوں کا اِرادہ تھا کہ اُس شخص کو وہاں "تنعیم" کے مُقام پر، بڑے مجمع میں قتل کیا جائے، تا کہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے کچھ اِنتقام لیا جائے اور معرکہ بدر میں مکہ کے جو لوگ مُسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے، اُن کی موت کا کچھ بدلہ لیا جائے، یہ سب لوگ اُس شخص کے قتل کا تماشا دیکھنے جارہے تھے، اِن میں ایک نوجوان اپنی، جوان طاقت کی مستی میں چُور لوگوں کو اپنے چوڑے چکلے کندھوں سے دھکیلتا ہوا قُریش کے بڑے سرداروں کے سامنے پہنچا تا کہ سب سے آگے ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتھی کے قتل کا تماشا دیکھے،

جب محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتھی کو مقتل میں لایا گیا تو یہ بلند و بالا نوجوان اُس کے اتنے قریب ہو گیا کہ اِس کا سایہ اُس لائے جانے والے پر پڑنے لگا اور اِس جوان نے سُنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا ساتھی بڑے ہی وقار اور سُکون سے کہہ رہا ہے """اگر تُم لوگ مجھے قتل کرنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنے دو تو بہتر ہے"""،

پھر اِس نوجوان نے دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتھی نے کعبہ کی طرف رُخ کر کے دو رکعت نماز پڑہی، اُس نماز کی خوبصورتی اور اندازِ تکمیل اِس نوجوان کے دِل میں جگہ بنا گئے، نماز کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتھی نے کہا """اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تُم لوگ یہ نہ سمجھو کہ میں نے موت کے ڈر سے نماز لمبی کی ہے تو اللہ کی قسم، میں اور زیادہ نماز پڑھتا"""،

پھر اِس نوجوان نے اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھا کہ مکہ والے محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اُس ساتھی کے جِسم کے ٹُکڑے ٹُکڑے کاٹنے لگے اور وہ زندہ تھا،

اِس حالت میں مکہ والوں نے اُس سے پوچھا """کیا تُم یہ قُبول کرتے ہو کہ تُمہاری جگہ محمد ہوتا اور تُم اِس تکلیف سے بچ جاتے"""،

محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتھی کے جِسم کے ٹُکڑے ہو رہے تھے، خُون ہی خُون بہہ رہا تھا لیکن اِس حال میں بھی اُس نے ایسا جواب دِیا جو کِسی کو بھی متوقع نہیں تھا،

محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اُس سچے، حقیقی اور عملی مُحب نے جواب دِیا،

"""اللہ کی قسم مُجھے ہرگز یہ قُبول نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو ایک کانٹا بھی چُبھے اور میں اپنے گھر میں اَمن کی حالت میں رہوں"""،

کافروں اور مُشرکوں کے دِلوں پر، اللہ کے اُس سچے ولی، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حقیقی عملی مُحب کا یہ جواب آگ و تیزاب بن کر پڑا، اور وہ سب ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر زور زور سے چِلانے لگے کہ """اِسے قتل کر دو، اِسے قتل کر دو"""،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر اِس نوجوان نے دیکھا کہ محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا ساتھی آسمان کی طرف سر اُٹھائے مکہ والوں کے لیے بد دُعاء کر رہا ہے، لیکن یہ نوجوان اُس کی پوری بات نہیں سُن سکا، کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ساتھی پر تلواروں اور تیروں کی ایسی بارش ہوئی کہ وہ اپنے رب العِزت اللہ جلّ وعُلا کی رحمتوں کی طرف سدھار گیا، رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ،

اللہ کا یہ سچا اور حقیقی ولی، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے حقیقی، سچی اور عملی مُحبت کرنے والوں میں سے ایک تھا،

اِن کا نام ہے، خُبیب بن عَدیّ،

یہ ہے سچی اور حقیقی مُحبت، وہ نہیں جِس کے ہم نعرے سُنتے ہیں اور نعرے لگانے والوں کو دیکھتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خِلاف ورزی ہی کیے جاتے ہیں،

دِن گزرتے گئے مکہ والے خُبیب رضی اللہ عنہُ کے قتل کو بھول گئے لیکن وہ نوجوان نہیں بھولا، کبھی خواب میں اور کبھی جاگتے میں خُبیب رضی اللہ عنہُ کو اپنے مقتل کے سامنے اَطمینان اور سُکون کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھتا اور اُن کی بد دُعاء کی سرگوشی سُنتا، اِس نوجوان نے خُبیب رضی اللہ عنہُ سے تین سبق سیکھے :

(1) اَصل زندگی وہی ہے جو صحیح عقیدے والی ہو اور صحیح عقیدے کے لیے جِہاد کرتے ہوئے ختم ہو جائے،

(2) سچا اِیمان اَنتہائی عجیب کام کرتا ہے اور مُعجزات دِکھاتا ہے، اور اِنسان کی زندگی کو کچھ اور ہی بنا دیتا ہے،

(3) وہ شخص جِس کے ساتھی اُس سے اتنی زیادہ مُحبت کرتے ہیں وہ یقیناً سچا نبی ہے جِسے آسمانوں کے اُوپر سے اللہ کی حمایت حاصل ہے،

یہ سب جاننے کے بعد اللہ کی توفیق سے، اِس نوجوان نے مکہ کے سرداروں اور دُوسروں لوگوں کے اِجتماع میں باآواز بُلند اپنے مُسلمان ہونے کا اور قُریش کے شرک کی گندگی اور اُن کے گُناہوں سے براءت کا اِظہار کیا،

پھر یہ نوجوان مدینہ چلا گیا اور جِہاد خیبر سے لے کر ہر ایک جِہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ساتھ رہا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دُنیا سے رُخصت ہونے تک ہر وقت اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی بابرکت رفاقت میں ہی رہا، اور اپنی موت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پہلے دو بلا فصل خلفاء راشدین، اَمیر المؤمنین ابو بکر الصدیق، اور اَمیر المؤمنین عُمر الفارق کا مددگار اور نصیحت خواں رہا، اور قیامت تک آنے والے مُسلمانوں کے لیے دُنیا کے بدلے آخرت لینے، اور اللہ کی رضا کو نفس اور دُنیا کی ہر لذت پر فوقیت دینے کی اِنتہائی، روشن، چمکدار، اور مُعطر مثال بن کر رہا،

رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اِس سچے، حقیقی اور عملی محب، اللہ کے سچے اور حقیقی ولی کا نام سعید بن عامر **الجمحی** ہے،

دُوسرے بلا فصل خلیفہ، عمر الفاروق رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ نے اپنی خِلافت میں سعید بن عامر رضی اللہ عنہُ سے مدد طلب کی اور کہا کہ """میں آپکو حِمص کا والی (گورنر) بنا کر بھیجنا چاہتا ہوں"""،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سعید رضی اللہ عنہ ُ نے کہا ''' میں آپکو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے دُنیا کے فتنے میں نہ ڈالیے ''' ،

عمر رضی اللہ عنہ ُ کو غصہ آگیا اور کہا ''' تُم لوگوں کا بُرا ہو ، میری گردن میں یہ ذمہ داری ڈال کر اب تُم لوگ میری مدد نہیں کرتے ، اللہ کی قسم میں آپکو حِمص کی ذمہ داری ضرور دوں گا ''' ،

اور پھر کہا ''' کیا میں آپ کے لیے کُچھ وظیفہ مقرر کر دوں جو آپ کی ضروریاتِ زندگی پورا کرنے میں مددگار ہو ''' ،

سعید رضی اللہ عنہ ُ نے جواب دِیا ''' میں وظیفہ لے کر کیا کروں گا اُمیر المؤمنین ، جو کچھ مجھے بیت المال سے ملتا ہے وہ ہی میری ضرورت سے زیادہ ہو جاتا ہے ''' ،

اور پھر سعید رضی اللہ عنہ ُ حِمص چلے گئے ۔

کُچھ عرصہ بعد حِمص سے ایک وفد آیا جِس میں شامل لوگ اُمیر المؤمنین عُمر رضی اللہ عنہ ُ کے لیے بااِعتماد تھے ، اِس لیے اُمیر المؤمنین نے اُن سے کہا ''' مجھے اپنے وہاں کے غریب لوگوں کے نام لکھ دو تاکہ میں اُن کی ضروریات پوری کرنے کے لیے تمہارے گورنر کو لکھوں ''' ،

جب اُن لوگوں نے نام لکھ کر اُمیر المؤمنین کو پیش کیے تو اُن میں ایک نام ''' سعید بن عامر ''' بھی تھا ،

اُمیر المؤمنین نے پوچھا ''' کون سعید بن عامر ''' ،

وفد کے لوگوں نے کہا ''' ہمارے گورنر ''' ،

اُمیر المؤمنین نے کہا ''' تُمہارا گورنر اور غریب ؟ ''' ،

وفد کے لوگوں نے کہا ''' جی اُمیر المؤمنین ، اللہ کی قسم کئی کئی دِن اُن کے گھر میں چولہا نہیں جلتا ''' ،

اُمیر المؤمنین یہ سُن کر رونے لگے یہاں تک اُن کی داڑھی تر ہو گئی ، پھر اُمیر المؤمنین نے ایک تھیلی میں ہزار دِینار ڈال کر وفد کے لوگوں کو دیے اور کہا ''' میری طرف سے سعید بن عامر کو سلام کہنا اور کہنا کہ یہ دِینار اُمیر المؤمنین نے آپ کے لیے بھیجے ہیں تاکہ آپ کی کُچھ ضروریات پوری کرنے میں آپ کی مدد کر سکیں '''

اُن لوگوں نے وہ تھیلی سعید بن عامر رضی اللہ عنہ ُ کو پہنچا دی ، جب اُنہوں نے اُس میں دِینار دیکھے تو بے ساختہ کہہ اُٹھے ''' إِنَّا لِلَّهِ وإِنَّا إِلَيهِ رَاجِعُون ''' گویا کہ اُن پر کوئی مُصیبت آن پڑی ہے ،

اُنکی بیوی یہ سُن کر ڈر گئی اور پوچھنے لگی ''' کیا ہوا ؟ کہیں اُمیر المؤمنین فوت تو نہیں ہو گئے ؟ ''' ،

سعید نے کہا ''' اِس سے بھی بڑی مُصیبت ہے ''' ،

بیوی نے پھر پوچھا ''' کہیں مُسلمانوں کو کِسی جِہاد میں شکست ہو گئی ہے ؟ ''' ،

سعید رضی اللہ عنہ ُ نے کہا ''' اِس سے بھی بڑھ کر ہوا ہے ، دُنیا میری آخرت خراب کرنے کے لیے میرے پاس آگئی ہے ، اور میرے گھر میں بڑا اِمتحان داخل ہو گیا ہے ''' ،

بیوی نے کہا ''' آپ اِس سے نجات حاصل کر لیجیے ''' ،

سعید رضی اللہ عنہ ُ نے کہا ''' کیا تُم میری مدد کرو گی ؟ ''' ،

بیوی نے کہا ''' جی ہاں ''' ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور وہ دِینار اُنہوں نے غریب مُسلمانوں میں تقسیم کر دیے۔

کچھ عرصہ بعد اَمیر المؤمنین رضی اللہ عنہ ُ خود حِمص تشریف لے گئے، اور وہاں کے لوگوں سے اُن کے گورنر کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے چار شکایات کِیں، اَمیر المؤمنین نے کہا """ میں تُم سب کو ایک جگہ اِکٹھا کرتا ہوں اور اللہ سے دُعا کرتا ہوں کہ سعید کے معاملے میں میری رائے غلط نہ ہو، میں اُس پر بہت زیادہ اَعتماد کرتا ہوں"""،

جب سب لوگ جمع ہوگئے تو اَمیر المؤمنین رضی اللہ عنہ ُ نے پوچھا """تُم لوگوں کو اپنے اَمیر (گورنر) سے کیا شکایات ہیں؟"""،

لوگوں نے کہا""" یہ اچھی طرح سے دِن چڑھنے کے بعد ہی ہمارے پاس آتے ہیں"""،

اَمیر المؤمنین نے سعید رضی اللہ عنہ ُ سے جواب طلب کیا تو سعید رضی اللہ عنہ ُ نے کہا""" اللہ کی قسم میں یہ بتانا نہیں چاہتا تھا لیکن اگر آپ کا حُکم ہے تو بات یہ ہے کہ میرے گھر میں نوکر نہیں ہے لہذا میں اپنے گھر والوں کی مدد کرتا ہوں ، آٹا گوندھتا ہوں، پھر اُسکے ٹھیک ہونے کا انتظار کرتا ہوں، پھر اُن کو روٹی پکا کر دیتا ہوں، پھر وضو کر کے اِن لوگوں کے پاس آجاتا ہوں"""،

اَمیر المؤمنین نے پھر لوگوں سے پوچھا اور کیا شکایت ہے، تو لوگوں نے کہا""" سعید رات کے وقت کسی کی پُکار کا جواب نہیں دیتے"""،

اَمیر المؤمنین رضی اللہ عنہ ُ نے سعید رضی اللہ عنہ ُ سے جواب طلب کیا تو سعید رضی اللہ عنہ ُ نے کہا""" اللہ کی قسم پہلی بات کی طرح اِس کا جواب دینا بھی مجھے پسند نہیں، معاملہ یہ ہے کہ میں نے اپنا دِن اِن لوگوں کے لیے وقف کر رکھا ہے اور رات اپنے رب اللہ کے لیے"""،

اَمیر المؤمنین رضی اللہ عنہ ُ نے پھر اُن لوگوں سے پوچھا کہ اور کیا شکایت ہے، تو اُنہوں نے کہا """ سعید مہینے میں ایک دِن گھر سے نہیں نکلتے """،

اَمیر المؤمنین رضی اللہ عنہ ُ نے سعید رضی اللہ عنہ ُ سے جواب طلب کیا تو سعید رضی اللہ عنہ ُ نے کہا """ اَمیر المؤمنین ، میرے پاس یہی کپڑے ہیں جو میں پہنے ہوئے ہوں، میں مہینے میں ایک دفعہ اِن کو دھوتا ہوں اور جب یہ خُشک ہو جاتے ہیں تو پھر میں شام کے قریب اِن لوگوں کی خدمت کے لیے باہر آجاتا ہوں """،

اَمیر المؤمنین رضی اللہ عنہ ُ نے پھر اُن لوگوں سے پوچھا کہ اور کیا شکایت ہے؟،

تو اُنہوں نے کہا """ سعید پر کبھی کبھی بے ہوشی سی طاری ہو جاتی ہے اور یہ اپنے اِرد گِرد کے لوگوں سے غافل ہو جاتے ہیں """،

اَمیر المؤمنین رضی اللہ عنہ ُ نے سعید رضی اللہ عنہ ُ سے جواب طلب کیا،

تو سعید رضی اللہ عنہ ُ نے کہا """ جب میں مُشرک تھا تو میں نے خُبیب بن عدیّ (رضی اللہ عنہ ُ) کے قتل کا منظر دیکھا تھا کہ قُریش نے اُنکے جِسم کے ٹُکڑے کرتے ہوئے اُن سے پوچھا """ کیا تُم یہ قُبول کرتے ہو کہ تُمہاری جگہ محمد ہوتا اور تُم اِس تکلیف سے بچ جاتے """،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خُبیب (رضی اللہ عنہ ُ) نے جواب دِیا تھا """ اللہ کی قسم مُجھے ہر گز یہ قبُول نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو ایک کانٹا بھی چُبھے اور میں اپنے گھر میں اَمن کی حالت میں رہوں """،

اَمیر المؤمنین مجھے جب بھی وہ دِن یاد آتا ہے تو یہ خیال آتا ہے کہ میں نے اُس دِن خُبیب کی مدد کیوں نہیں کی ؟ اور یہ ڈر لگ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف نہیں کرے گا تو مجھ پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے """،

یہ جواب سُن کر اَمیر المؤمنین رضی اللہ عنہ ُ نے فرمایا """ اللہ کا شُکر ہے جس نے سعید کے بارے میں میری رائے کو غلط نہیں ہونے دِیا """،

پھر اَمیر المؤمنین رضی اللہ عنہ ُ نے سعید رضی اللہ عنہ ُ کے لیے ایک ہزار دِینار بھیجے تا کہ وہ اپنی ضروریات کو پورا کریں، جب سعید رضی اللہ عنہ ُ کی بیوی کو پتہ چلا تو اُنہوں نے کہا """ اللہ کا شُکر ہے کہ آپ کو جو ہماری مدد کرنا پڑتی تھی اُس سے اللہ نے ہمیں غنی کر دِیا، آپ ہمارے لیے کِسی نوکر کا اِنتظام کر دیجیے """،

سعید رضی اللہ عنہ ُ نے جواب دِیا """ تُمہارے لیے اِس مال میں نوکر سے زیادہ آرام اور خوشی والا کام بھی ہے """،

بیوی نے پوچھا ''' وہ کیا ؟ """،

سعید رضی اللہ عنہ ُ نے کہا """ یہ مال ہم اُس کو دے دیں جو ہمیں ایسے وقت میں واپس کرے جب ہم آج سے کہیں زیادہ محتاجی کی حالت میں ہوں گے '''،

بیوی نے پوچھا ''' وہ کیسے ؟ '''،

سعید رضی اللہ عنہ ُ نے کہا ''' یہ مال اللہ کو قرضِ حسنہ کے طور پر دے دیتے ہیں '''،

بیوی نے اِنتہائی خوشی سے جواب دِیا ''' اللہ آپ کو جزائے خیر عطاء فرمائے آپ نے بالکل ٹھیک کہا '''،

پھر سعید رضی اللہ عنہ ُ نے اپنی اُس مجلس سے اُٹھنے سے پہلے پہلے وہ مال گھر کے افراد میں سے ایک کے حوالے کیا اور کہا ''' جاؤ اور یہ مال فُلاں فُلاں بیواؤں، فُلاں یتیموں، فُلاں قبیلے کے مسکینوں، اور فُلاں قبیلے کے غریبوں میں بانٹ آؤ '''،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے یہ صحابی اور اللہ کے سچے حقیقی ولی اُن لوگوں میں سے ہیں جِن کی شان بیان کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا ﴿ يُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ::: وہ اپنی جانوں پر دُوسروں کو وقیت دیتے ہیں خواہ وہ خود کتنی ہی تنگی کی حالت میں ہوں ﴾،

رضی اللہ عنہ ُ وأرضاہُ، اللہ اُس پر راضی ہوا اور اُسکو بھی راضی کر دِیا،

اللہ کرے کہ ہم اپنے آئیڈیل اللہ کے اِن سچے اور حقیقی ولیوں کو بنالیں، اور اللہ تعالیٰ ہم پر اُس طرح راضی ہو جائے جِس طرح اُن پر ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البراء بن مالک الأنصاری

دُبلے پتلے جسم، اُلجھے بالوں والا جوان چہرہ مُہرہ، قد کاٹھ، ایسا کہ ایک دفعہ دیکھنے والا دُوسری دفعہ نہ دیکھنا چاہے،
لیکن دلیر ایسا کہ ایک سو کافروں اور مُشرکوں کو جِہاد میں چیلنج کر کے اکیلے لڑ کر قتل کیا،
اور یہ ایک سو اُن ہزاروں کے علاوہ ہیں جو عام کھلی جنگ میں اِس اَصل ولی اللہ کے ہاتھوں جہنم رسید ہوئے، بُہادری اور جانبازی ایسی کہ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دُوسرے خلیفہ بِلا فصل، عُمر رضی اللہ عنہُ نے اپنے کمانڈروں کو لکھا کہ ""البراء بن مالک کو کسی معرکے میں فوجوں کی کمانڈ نہ سونپی جائے، کیونکہ یہ اپنی بہادری اور جانبازی کے مُطابق فوجوں کو اِستعمال کرے گا اور ہر ایک کے بس میں نہیں (کہ اِس کے احکام کی اطاعت کرتے ہوئے اِسی کے جیسی کاروائی کر سکے)""،
اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اِس سچے اور عملی مُحب اور اللہ کے سچے اور حقیقی ولی کی بہادری کے واقعات لکھنے لگے تو کوئی شُمارے کم پڑ جائیں گے، یہاں میں آپ کے سامنے اِن کا ایک ہی قصہ بیان کرتا ہوں جو اِنکی بہادری، اِسلام اور مُسلمانوں کی عِزت، اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے مُحبت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی رفاقت کے شوق کو ظاہر کرتا ہے، اور یہ وہ صِفات ہیں جو ہر ایک مُسلمان میں ہونی ہی چاہِیں،
یہ سچا قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی وفات کے بہت ہی تھوڑے عرصے بعد شروع ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زندگی کے آخری دِنوں میں کُچھ کافروں نے نبوت کا دعویٰ کر دِیا تھا، نبوت کے اِن جھوٹے دعوی داروں میں سے کچھ کا اِنتظام تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی کر دِیا تھا اور کچھ باقی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی وفات کے بعد، اُن کے پہلے خلیفہ بِلا فصل، اُبو بکر الصدیق رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ نے مُسلمانوں کا ایک لشکر، نبوت کے جھوٹے دعویٰ دار مُسلیمہ کذاب کے خِلاف جِہاد کے لیے روانہ کیا، جِس کی کمانڈ عِکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہُ کر رہے تھے،
مُسلیمہ کذاب کے ساتھ ایک لاکھ فوجی تھے، اور وہ لوگ اپنے قبائلی تعصب کے لیے لڑ رہے تھے، جِسکا اعتراف وہ لوگ یہ کہہ کر کیا کرتے تھے کہ ""ہم جانتے ہیں کہ محمد سچے رسول ہیں اور مُسلیمہ جھوٹا ہے، لیکن ربیعہ (قبیلے) کا جھوٹا ہمیں مُضر (قبیلے) کے سچے سے زیادہ محبوب ہے""،
مُسلیمہ کے قبیلے کا نام ربیعہ تھا اور سول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے قبیلے کا مُضر، تو وہ لوگ اپنے قبائلی تعصب کے لیے لڑ رہے تھے اور پہلے ٹکراؤ میں مُسلمان لشکر کو اُن کی صحیح طاقت اور تعداد کا اَندازہ نہ تھا جِس کی وجہ سے وہ لوگ مُسلمانوں کے قابو نہیں آرہے تھے، تو اَمیر المؤمنین اُبو بکر الصدیق رضی اللہ عنہُ نے ایک اور لشکر روانہ کیا جِسکی کمانڈ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن الولید رضی اللہ عنہُ کے ہاتھ میں تھی،
اور اِسی لشکر میں البراء بن مالک رضی اللہ عنہُ بھی تھے، خالد رضی اللہ عنہُ نے اپنی فراست کے مُطابق مُسلمانوں کے لشکر کی گروہ بندی کر کے اُنہیں تیار کیا اور جب جِہاد شروع ہوا تو مُسلیمہ کی فوجوں نے اتنی شدت سے مُسلمانوں پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حملہ کیا کہ وہ خالد رضی اللہ عنہُ کے خیمے تک آپہنچے اور اُنکی بیوی کو قتل کرنے کی کوشش کی، جب معاملہ یہاں تک آ پہنچا تو مُسلمانوں نے یہ جان لیا کہ اگر آج مُسلیمہ کی فوجوں کے سامنے کھڑے نہ ہوئے اور اُسکو شکست نہ دے سکے تو پھر اللہ کا دِین قائم نہ ہو سکے گا اور جزیرہِ عرب میں کبھی بھی صِرف اللہ تعالی کی عِبادت نہ ہو سکے گی بلکہ شرک کا دور دورہ ہو جائے گا، یہ خیال کر لینے کے بعد مُسلمان اللہ کے دِین کی حفاظت کے لیے ایک دفعہ پھر دُشمن کے سامنے ڈٹ گئے اور ایسے ایسے کارنامے نظر آئے جِنکی مثال اِنسانی تاریخ میں نہ ہونے کے برابر ہے،

دیکھیے، یہ ہیں ثابت بن قیس رضی اللہ عنہُ، خالد رضی اللہ عنہُ نے اِن کو انصاریوں کا عَلم بردار بنایا، تو یہ کفن پہن کر، اپنے لیے قبر کھود کر، اُس میں آدھی پنڈلیوں تک اندر ہو کر، جھنڈا لیے کھڑے ہیں، تیروں کی بارش، تلواروں کے وار، نیزوں کے زخم، کھاتے جا رہے ہیں، اور جھنڈے کو لیے کھڑے ہیں، اللہ نے شہادت عطا فرمائی تو مرتے مرتے بھی جھنڈے کو اِس طرح تھامے رکھا کہ نیچے نہ ہو، کہ اِسلام کے مُجاہدوں کا جھنڈا ہے،

اور یہاں تھے، زید ابن الخطاب، رضی اللہ عنہُ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دُوسرے بلا فصل خلیفہ أمیر المؤمنین عُمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہما کے بھائی، مُسلمانوں کو مُخاطب کر کے کہہ رہے تھے :::

""" اے مُسلمانوں، اپنے دانت بھینچ لو اور اپنے دُشمنوں کے اندر تک داخل ہو کر اُنہیں مارتے چلے جاؤ، اور پیچھے کی طرف نہیں آنا، اللہ کی قسم اِس کے بعد میں تُم لوگوں سے کوئی بات نہیں کروں گا، یہاں تک کہ مُسلیمہ کو شکست ہو جائے یا میں اللہ کے پاس حاضر ہو جاؤں اور اللہ کے سامنے اپنی یہ بات پیش کروں،،،، """،

اور پھر اللہ کے دِین کا یہ مجاہد، ایک اور اصلی اور سچا ولی اللہ، دُشمن پر اِس طرح ٹوٹا کہ اُنکی صفوں میں گُھستا ہی چلا گیا، زخموں پر زخم کھاتا ہی چلا گیا اور کافروں کی لاشوں پر لاشیں گراتا ہی چلا گیا، اور اللہ کی راہ میں اپنا خون بہاتا ہی چلا گیا، جِسم کٹواتا ہی چلا گیا، اور یہی سب کچھ کرتے کرتے اپنے رب کے پاس ہی چلا گیا،

اور یہاں تھے، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، رضی اللہ عنہُ، مہاجرین کے علمبردار، اُنکے لوگوں نے کہا کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں آپ والی طرف سے دُشمن کو داخل ہونے کا موقع نہ مل جائے، تو جواب میں اِرشاد فرمایا:::

""" اگر دُشمن میرے سامنے سے تُم لوگوں پر داخل ہو جائے تو مجھ سے بُرا قُران کا حامل کون ہو گا """ یعنی اگر میں جِہاد میں کمزوری دِکھاؤں اور میں قُران پڑھنے والا اور یاد رکھنے والا ہوں، تو پھر میری قران خوانی میرے لیے مُصیبت اور عذاب کا سبب ہی بنے گی، اور تکبیر بُلند کرتے ہوئے دُشمن پر ٹوٹ پڑے اور اُنکی صفیں درھم برھم کرتے ہوئے اپنی قوم کے لیے دُشمن کے اندر تک اور اپنے لیے اللہ کی جنّت میں جانے کا راستہ کھول دیا، اور دونوں راہی اپنے اپنے راستے پر چل کر اپنی منزلوں تک پہنچ گئے،

اِس طرح کے اور بھی کئی واقعات نظر آرہے ہیں، لیکن جو کام اِس ہڈیوں کے ڈھانچے نُما البراء بن مالک رضی اللہ عنہُ نے کِیا وہ ان سب کاموں سے بڑھ کر ہے،

أمیر الجِہاد، خالد رضی اللہ عنہُ نے جب یہ دیکھا کہ قِتال کا تنور بھڑک چُکا ہے، اور یہ آگ اب صرف خون سے ہی بُجھے گی اور اِس کے لیے مُسلمانوں کا کم اور کافروں کا خون زیادہ مہیا کرنا ہو گا، تو ایسے میں اُنہوں نے البراء بن مالک رضی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ عنہ ُکو پُکارا""" اے اَنصاری جوان، دُشمن کو دیکھ """،
اپنے اُمیر کی پُکار پر لبیک کہتے ہوئے، البراء بن مالک رضی اللہ عنہ ُ، اپنی قوم کی طرف پلٹے اور کہا""" اے اَنصاریو، تُم میں سے کوئی بھی مدینہ واپس جانے کا نہ سوچے، آج کے بعد تُم لوگوں کے لیے کوئی مدینہ نہیں، بلکہ تُم لوگوں کے لیے صِرف اور صِرف اللہ ہے، اور پھر اُس کی جنّت ہے،،،، """،
یہ کہتے ہوئے البراء بن مالک رضی اللہ عنہ ُ دُشمن کی صفوں پر اللہ کا عذاب بن کر جاپڑے اور انصاری اُن کے ساتھ ساتھ رہے، یہاں تک کہ مُسلیمہ کی فوجوں تلے زمین کانپ اُٹھی، اور وہ لوگ واپس بھاگے، اور ایک بہت بڑے باغ میں پناہ لی، اِس باغ کے اِرد گرد بہت اُونچی اور مضبوط چار دیواری تھی اور اسکا دروازہ بھی بہت مضبوط تھا، لیکن البراء بن مالک رضی اللہ عنہ ُ نے اللہ کے دِین کی حفاظت کے لیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی عِزت کے لیے جانبازی اور جاںثاری کی جو مثال قائم کی، اُس کے بعد سے تاریخ میں اِس باغ کو""" موت کا باغ """ کہا جاتا ہے،
کافروں نے اِس باغ میں پناہ لیتے ہی مُسلمانوں پر تیروں کی بارش شروع کر دی، یہ واقعتاً ہی بارش تھی اتنی تعداد میں اور اتنی تیزی سے تیر برسائے جارہے تھے کہ مُسلمان دروازے کی طرف نہیں پہنچ پا رہے تھے، ایسے میں، اللہ کے اَصلی ولیوں اور سچے عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم میں سے ایک، البراء بن مالک رضی اللہ عنہ ُ نے اپنے قوم سے کہا:::
"""لوگو، مجھے ایک ڈھال میں بٹھا کر، اُس ڈھال کو نیزوں پر اُٹھاؤ، اور مجھے دیوار کے اُوپر سے باغ کے اندر پھینک دو ،اللہ نے چاہا تو میں تُم لوگوں کے لیے باغ کا دروازہ کھول دوں گا، یا اپنے لیے جنّت کا """،
لوگوں نے حیرانگی اور پریشانی کی ملی جلی کیفیت میں کہا""" یہ کیسے ہو سکتا کہ ہم آپ کو اندر پھینک دیں، اور وہاں کم از کم تیس ہزار مسلح دُشمن ہیں """،
البراء بن مالک رضی اللہ عنہ ُ جواب دینے کی بجائے ایک ڈھال میں جا بیٹھے اور تکبیر بُلند کی، لوگوں نے اُنکو نیزوں کی اَنیوں پر اُٹھایا اور پوری طاقت سے دیوار کے اُوپر سے اندر کی طرف اُچھال دِیا،
یہ تھی جانباز فدائی کاروائی (Cuside Comando Action) ، جِس قِسم کی کاروائیوں کو آج کے نام نہاد """اِسلامی دانشور اور مفکر""" غیر اِسلامی کہتے ہیں، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ، و الیہ نشتکی،
دیوار کے پار اُترتے ہی البراء بن مالک رضی اللہ عنہ ُ برق ءِ بے قرار کی طرح کافروں پر جھپٹے، کافر پہلے ہی اُن پر خار کھائے بیٹھے تھے اُن کو یک و تنہا اپنے درمیان دیکھ کر سب اُن پر ٹوٹ پڑے، تلواریں، نیزے، چاقو، خنجر، ہر ہتھیار اُن پر برس رہا تھا، لیکن اُنکے سامنے دو ہی کام تھے، اِسلام کی فتح کا دروازہ کھولنا ہے، یا اپنے لیے جنّت کا دروازہ کھولنا ہے،
اللہ نے اُنکو پہلے کام کے لیے چُن لیا، لہذا اپنے اور کافروں کے خون میں نہاتے ہوئے البراء بن مالک رضی اللہ عنہ ُ باغ کے دروازے تک پہنچے اور دروازہ کھول دِیا،

محدث لائبریری/// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام /// http://kitabosunnat.com
" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ اُکبر، اللہ اُکبر، اللہ اُکبر، مُسلمان تکبریں بُلند کرتے ہوئے باغ میں داخل ہو گئے اور وہ باغ کافروں، مُرتدوں، اور نبوت کے جُھوٹے دعوی دار مُسلیمہ اور اُس کی جھوٹی نبوت کی """ موت کا باغ """ بن گیا،

أمیر الجہاد، خالد رضی اللہ عنہُ، البراء بن مالک رضی اللہ عنہُ، کو اپنے ساتھ لے گئے اور اپنی نگرانی میں اُنکا عِلاج کروایا ،اللہ تعالیٰ نے اُنکو شِفاء عطاء فرمائی تو وہ پھر اللہ کے دِین کی سر بلندی، اللہ کی توحید کی فتح اور اللہ کی جنّت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی رفاقت کی خواہش لیکر ہر میدان جہاد میں جاتے رہے،

یہاں تک کہ جب وہ """ تُستر """، جو خوزستان کا ایک شہر ہے اُس پر جِہاد میں شامل ہونے کے لیے پہنچے تو اس وقت اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے رو رو کر شہادت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتھ جا ملنے کی دُعا کی، اور اِس جہاد میں اللہ تعالیٰ نے اُن کی دُعا کو شرفِ قُبولیت عطاء فرماتے ہوئے اُن کی خواہش کو پورا فرما دِیا اور شہادت عطاء فرما دی،،،

اللہ تعالیٰ، اپنے اِس ولی، اپنے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے سچے مُحب، کو اپنی جنّت میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی رفاقت عطاء فرمائے، اور ہمیں بھی اُنکے راستے پر چل کر اُنکی صف میں شامل کرے۔

❀❀❀ ماعز بن مالک رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ ❀❀❀

ہم میں سے کتنے ایسے ہیں جو صُبح اُٹھتے ہیں تو فجر کی نماز ہو چکی ہوتی ہے، اور نماز گذر جانے اور جماعت چھوٹ جانے کا دُکھ ہونا تو کیا خیال بھی نہیں آتا، اپنے دِن کا آغاز نماز چھوڑنے کے گُناہ سے کرتے ہیں، پھر کتنے ایسے ہیں جو اِس کے بعد اپنے دِن کا آغاز ریڈیو، ٹی وی، ڈش کی نشریات، ٹیپ ریکارڈر، سی ڈی پلیئر کو چلا کر کرتے ہیں ایک اور گناہ، پھر کام کاج پر جانا ہوتا ہے، حلیہ صاف ہونا چاہیے، لہذا ضروری ہے کہ ڈاڑھی مُونڈھ یا کاٹ کر دِن کے آغاز کے گُناہوں کا کوٹہ پورا کیا جائے، پھر رہائش گاہوں سے نکلتے ہیں تو کوئی دُعا نہیں، کوئی ذِکر اللہ نہیں، کِسی کے منہ میں سگریٹ ہوتا ہے، کسی کی زُبان پر گانا، کِسی کے منہُ سے سیٹی بج رہی ہوتی ہے، جی ہاں دِن کا آغاز ہے، تر و تازہ ہونا چاہیے،

کونسا گُناہ اور کہاں کا گُناہ،

نہیں ناکامی کہ متاعِ کارواں جاتا رہا
ہے ناکامی کہ احساس زیاں جاتا رہا

ہماری أکثریت میں احساس گُناہ ہی نہیں رہا، بیسیوں ایسے کام ہیں جنہیں عام عادت کے طور پر کیا جاتا ہے اور گُناہ سمجھا ہی نہیں جاتا، اور جب گُناہ کو گُناہ ہی نہ سمجھا جائے تو پھر اُس پر ندامت کہاں سے اور اُس سے توبہ کیسی ؟؟؟

آیے، آپ کو ایک واقعہ سُناتے ہیں کہ اِیمان والوں کو احساسِ گُناہ کس طرح ہوا کرتا ہے اور وہ کیسی توبہ کرتے ہیں ؟ اور یہ لوگ ہی اپنے بعد دیگر اِیمان والوں کے لیے مثالی شخصیت (آئیڈیل) ہوتے ہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ایک شادی شُدہ نوجوان کو ایک دِن کسی کی باندی کے ساتھ تنہائی میسر ہوئی، ایک جوان مرد اور جوان عورت تنہائی میں اکٹھے ہوئے، اور تیسرا شیطان ہوا، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿أَلا لا يَخلون رَجل بِإمراةٍ إِلَّا و ثالثُهما الشيطان ، مَن سَرَته حسنته و ساءته سيئته فهو مؤمن ﴾::: خبردار کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہا نہ ہو (کیونکہ جب ایسا ہوتا ہے تو) اُن میں تیسرا شیطان (شامل) ہوتا ہے جسکو اُس کی نیکی خوش کرے اور بُرائی دُکھ پہنچائے وہ اِیمان والا ہے ﴾ المُستدرک الحاکم/ جُز مِن حدیث 378، 390/ کتاب العِلم/ حدیث 98، 101

تو اُن دونوں کا تیسرا جب شیطان ہوا تو اُس نے دونوں کو ایک دُوسرے کے لیے پسندیدہ بنایا اور اُن کے جذبات کو اُبھارا یہاں تک کہ وہ زِنا کر بیٹھے،

گُناہ کے بعد شیطان کا اثر ختم ہوا تو اللہ کے اِس صاحب اِیمان بندے کے دِل میں اپنے گُناہ کا احساس پیدا ہوا اُس پر ندامت ہوئی اور اللہ کے عذاب کا ڈر پیدا ہوا، تو اُس نے توبہ کی اور اُسکے دِل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میں اِس دُنیا میں ہی اپنے اِس گُناہ سے پاک ہو جاؤں تو وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا ''' اے اللہ کے رسول مجھے پاک کر دیجیے '''،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿ تمہارا بھلا ہو، جاؤ واپس جاؤ اور اللہ سے مغفرت طلب کرو، اور اُسکی طرف توبہ کرو ﴾،

وہ شخص تھوڑی دُور جا کر پھر واپس آگیا اور پھر کہا ''' اے اللہ کے رسول مجھے پاک کر دیجیے '''،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے پھر اِرشاد فرمایا ﴿ تمہارا بھلا ہو، جاؤ واپس جاؤ اور اللہ سے مغفرت طلب کرو، اور اُسکی طرف توبہ کرو ﴾، وہ شخص پھر تھوڑی دُور جا کر واپس آگیا اور پہلے جیسی بات کی،

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے بھی پہلے جیسے جواب دِیا،

وہ شخص پھر تھوڑی دور جا کر واپس آگیا اور چوتھی دفعہ بھی وہی بات کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے پوچھا ﴿ میں تمہیں کِس معاملے میں پاک کروں ؟ ﴾،

تو اُس شخص نے کہا ''' زِنا کے گُناہ سے '''،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اپنے اِرد گِرد موجود صحابہ سے پوچھا ﴿ کیا اِس کی دماغی حالت دُرست ہے ؟ ﴾،

تو اُنھوں نے جواب دِیا ''' جی ہاں ''' اور اُس کی قوم سے معلوم کروایا تو اُنھوں نے کہا ''' ہم نے اِس کی عقل میں کوئی خرابی نہیں دیکھی '''،

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے پوچھا ﴿ کہیں یہ شراب پیئے ہوئے تو نہیں ؟ ﴾،

تو ایک صحابی نے اُٹھ کر اُس شخص کا مُنہ سونگھا تو کوئی بُو نہ محسوس کر پایا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

نے اُس سے پوچھا ﴿کیا تُم نے زِنا کیا ہے ؟﴾،
تو اُس نے کہا"""جی"""،
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے پوچھا ﴿کیا تُم جانتے ہو کہ زِنا کیا ہوتا ہے ؟﴾،
اُس نے جواب دِیا"""جی ہاں، میں نے اُس عورت کے ساتھ وہ کام حرام طریقے سے کیا ہے جو کام کوئی مرد اپنی بیوی کے ساتھ حلال طریقے سے کرتا ہے"""
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے پوچھا ﴿اِس بات سے تُم کیا چاہتے ہو ؟﴾،
تو اُس نے کہا"""میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اِس گُناہ سے پاک کر دیجیے"""،
تو اِس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُسکو رجم یعنی سنگسار کرنے کا حکم دِیا،
تو ایک گڑھا کھود کر اُس شخص کو سینے تک اُس میں دفن کر دِیا گیا اور پھر اُسے سنگسار کر دِیا گیا،
صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے کچھ نے کہا"""وہ برباد ہو گیا ہے کیونکہ اُسکے گُناہ نے اُسے مروا دِیا""" اور کُچھ نے کہا"""اُس سے بڑھ کر اچھی توبہ اور کِسی کی نہیں، کیونکہ اُس نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر خواہش کی تھی کہ اُسے سنگسار کر دِیا جائے"""،
اِسی کشمکش میں دو تین دِن گُذرنے کے بعد اِن صحابہ کی مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا ﴿ماعِز بن مالک کے لیے مغفرت طلب کرو﴾،
صحابہ نے کہا"""اللہ تعالیٰ اُسکی مغفرت کرے"""، :::
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ ::: اُس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اُس کی توبہ ایک اُمت پر تقسیم کی جائے تو (ساری اُمت کی مغفرت کے لیے) کافی ہو جائے﴾،
اور ایک روایت میں ہے کہ ماعِز بن مالک رضی اللہ عنہ ُ کو رجم کر کے واپس آتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اپنے دو صحابہ کو کہتے ہوئے سُنا"""دیکھو اِس شخص کو جِس پر اللہ نے پردہ ڈالا لیکن اُس کے نفس نے اُس پردے کو قائم نہ رہنے دِیا یہاں تک اُسے کُتّوں کی طرح سنگسار کر دِیا گیا"""،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم یہ بات سُن کر خاموش رہے، تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک مُردہ گدھے کے پاس سے گُذرے جِسکا جِسم اتنا پھول چُکا تھا کہ ٹانگیں اکڑ کر کھڑی ہو چکی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے پکارا ﴿فُلان اور فُلان کے بیٹے کہاں ہیں ؟﴾،
اُن دونوں نے جواب دِیا"""ہم یہاں ہیں"""،
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿اِس گدھے (کی لاش) میں سے کھاؤ﴾،
اُن دونوں نے کہا"""اللہ تعالیٰ آپکی مغفرت فرمائے اے اللہ کے رسول اِس میں سے کون کھا سکتا ہے""" رسول اللہ صلی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا﴿ابھی ابھی تُم دونوں نے (غیبت کر کے) اپنے بھائی کی عِزت میں سے جو کچھ لیا ہے وہ اِس مردار کو کھانے سے زیادہ شدید ہے، اُس کی قسم جِس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ (ماعِز بن مالک) اِس وقت جنّت کے دریاؤں میں غوطے لگا رہا ہے﴾،

اللہ تعالیٰ ماعِز بن مالک کے درجات کو مزید بُلند کرے۔

یہ ہے احساسِ گُناہ، ندامت، اور اللہ کے عذاب کا ڈر، کہ صرف اِس بات پر اِکتفاء نہیں کیا کہ توبہ کرتا رہوں، بلکہ اُس راستے کو اپنایا جِس میں یقینی مغفرت تھی، کیونکہ توبہ کے معاملے میں شک ہو سکتا ہے کہ وہ پوری نہ ہو، ٹھیک نہ ہو، اُسکی شرائط پوری نہ ہوں، اور گُناہ وہیں کا وہیں کھاتے میں رہے، لیکن اگر گُناہ کی سزا یہیں اِس دُنیا میں مل جائے اور وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ہاتھ مُبارک سے تو یقیناً آخرت میں وہ گُناہ معاف ہو چُکا ہو گا،

اِسی طرح کا ایک واقعہ ایک غامدیہ صحابیہ رضی اللہ عنہا کا بھی ہے، جگہ کی کمی کی وجہ سے اُسے ذِکر نہیں کیا جا رہا، اِن واقعات کو بیان کرنے کا مقصد یہ نہیں کہ اگر کوئی کِسی گُناہ کا شکار ہو تو وہ اُس گُناہ کی سزا طلب کرے،

بلکہ اِن کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنا جائزہ لیں کہ ہم کِن کِن گناہوں کا شکار ہیں، گُناہوں کی پہچان کریں، اور چھوٹے سے چھوٹے گُناہ کو بھی حقیر نہ سمجھیں بلکہ یہ دیکھیں کہ گُناہ خواہ چھوٹا ہی ہو، لیکن وہ کِس کی نافرمانی ہوتا ہے، کیا جِس کی نافرمانی گُناہ ہے وہ چھوٹی ہستی ہے، اپنے اندر احساسِ گُناہ پیدا کریں، اُس پر ندامت ہو، اللہ کے عذاب کا ڈر ہو، تو اللہ کی طرف توبہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، اور توبہ کی جاتی، لیکن اگر ہمارے آئیڈیل، بھانڈ، میراثی، کھلاڑی، گُناہ سے بھرپور زندگی گُذارنے والے اور والیاں نام نہاد فنکار ہوں، تو ہم اُنہی کے راستے پر چلیں گے، اللہ تعالیٰ ہمارے دِل و دماغ کی اِصلاح فرمائے کہ ہم حق اور دُرست راستے کو جان لیں اور اُسی پر چلتے ہوئے ہماری زندگیاں ختم ہوں، اللہ پر سچا اِیمان رکھنے والوں کو اپنے لیے مثالی شخصیات (آئیڈیلز) بنائیں، اور اُنکے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اُن جیسے ٹھکانوں پر جا پُہنچیں۔

یہ واقعہ مندرجہ ذیل اَحادیث میں سے اَخذ کیا گیا، صحیح مُسلم/حدیث 1695/کتاب الحدود/باب 5، صحیح ابن حِبان/حدیث 4383/کتاب الحدود/باب 3، 4، 5، مُسند احمد/حدیث 23330/حدیث بُریدۃ الاَسلمی میں سے آٹھویں حدیث۔

❁❁❁ فَیروزُ الدّیلَمِیّ، رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ ❁❁❁

حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی صحت میں کمزوری واقعہ ہونے لگی اور یہ خبر بہت ہی جلد ہر طرف پھیل گئی، مُنافقوں کے لیے یہ بہت بڑی خوش خبری تھی، کہ اُنہیں جلد ہی مُحمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے چھٹکارا حاصل ہو جائے گا اور جِس دِین کو اُنہوں نے مجبوراً اپنا رکھا ہے اُس سے بھی جان چھوٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے گی اور محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دِین کی پابندیوں کی وجہ سے دُنیا کے جو مزے کھو گئے ہیں وہ واپس مل جائیں گے ،

اِن مُنافقوں میں کچھ تو ایسے تھے جو مزید صبر نہ کر سکے اور جو لمحات اُنہیں بظاہر محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی اِتباع میں گذارنے پڑے تھے اور اُن میں اپنی جن گندگیوں کو وہ ظاہر نہ کر سکے تھے اُنکو فوراً ظاہر کرنے کی کوشش میں لگ گئے اور جن گناہوں کو پورا نہ کر سکے تھے اب اُنہیں فوراً پورا کرنا چاہتے تھے ، لیکن محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دِین کی وجہ سے اب ایسا ممکن نہ تھا کہ وہ کُھل کر قبل از اِسلام کی طرح اپنی برائیوں پر عمل کرتے ، لہذا شیطان کے اِن پیروکاروں نے اپنے پیر و مُرشد اپنے اعلیٰ کی ہدایت پر ایسا راستہ اپنایا جِسے عام لوگ آسانی سے رَد نہ کر سکیں بلکہ اُن کی موافقت کریں اور اُن کے مُرید بن جائیں ،

پس اِنہوں نے نبوت کے دعوے کر دیے ، یمامہ میں ''مُسلیمہ کذاب'' نے ، اور یمن میں ''الأسود العَنسِیّ'' نے ، اور بنی اَسد کے علاقے میں ''طُلَیحۃ الأسدیّ'' نے ، نبوت کے دعوے کیے ،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بیماری کی خبر سُن کر اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی شان میں گُستاخی کرتے ہوئے اور اللہ کے دِین کو ختم کرنے کے لیے جب مُریدانِ شیطان حرکت میں آئے تو اَولیاء رحمان بھی حرکت میں آئے ، مُسلیمہ کذاب کا عبرت ناک انجام اللہ کے ایک حقیقی ولی ، صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ''البراء ابن مالک'' رضی اللہ عنہُ کے فدائی عمل کے نتیجے میں ہوا ، اِن کا واقعہ پہلے بیان کیا جا چُکا ہے ،

یہاں ہم ، اللہ اور اُس کے دِین اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ایک اور دُشمن اور نبوت کے ایک اور جھوٹے دعویٰ دار کے خاتمے کا واقعہ بیان کرتے ہیں ، جو اور اللہ کے ایک اور حقیقی ولی صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ، فیروز الدیلمی رضی اللہ عنہُ کے فدائی کمانڈو ایکشن کے نتیجے میں ہوا ،

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو کمزور سمجھ کر اور اُن کے سچے پیروکاروں کو اپنے دُنیا پرست شہوت زدہ ساتھیوں جیسا سمجھ کر اللہ کے دِین سے مُرتد ہونے والے ، '' الأسود العنسی'' نے نبوت کا دعویٰ کرنے کے بعد لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ اُس کے پاس بھی فرشتے آتے ہیں اور اُسے ہر بات کی خبر کرتے ہیں ،

اور اُس نے اِدھر اُدھر اپنے کئی چیلے پھیلا دیئے جو اُس کو خبریں پہنچاتے اور وہ لوگوں کو بطورِ وحی سُناتا ، جب کوئی کہیں سے اُس کے پاس آتا تو اُس کے چیلے آنے والے اور اُس کے آنے کی وجہ کی خبر پہلے ہی اُس تک پہنچا دیتے اور جب وہ آنے والے کو بتاتا کہ تم فُلاں ہو اور اِس غرض سے آئے تو اُس کی بات کا اثر سننے والا پر ہوتا اور وہ یہ سمجھتا کہ یہ واقعتاً نبی ہے اور اِسے فرشتے بتاتے ہیں ، یہ معاملہ تقریباً ویسا ہی ہے جیسا ہمارے معاشرے میں نام نہاد ، پیر ، ، شاہ صاحب ، ولی اللہ وغیرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں ،

بس فرق یہ کہ یہ لوگ اب کُھل کر زُبانی طور پر نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کر پاتے اور نہ ہی یہ کہہ پاتے ہیں کہ ہمیں فرشتے آکر بتاتے ہیں ، لیکن عملی طور پر وہ یہ ہی کہہ اور سِکھا رہے ہوتے ہیں ، کہ گویا اُنہیں یہ خبریں اللہ کی طرف سے پہنچائی جا رہی ہیں ، واللہ المستعان ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہر حال ، اُس وقت یمن کی بادشاہی ''' الابناء ''' کے پاس تھی ، ''' الابناء ''' اُن کو کہا جاتا تھا جِن کے باپ دادا ایرانی تھے اور وہ لوگ یمن آکر آباد ہو گئے اور عرب عورتوں سے شادیاں کر لیں ،

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی دعوت اُن تک پہنچی تو اُس وقت اُن '' الابناء '' کا بڑا '' باذان '' تھا جو ایران کے بادشاہ '' کسریٰ '' کا نائب تھا ،

''' باذان علیہ رحمۃُ اللہ ''' نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی صداقت جان کر اِسلام قُبول کر لیا ، اور اُسکے ساتھ ساتھ یمن میں رہنے والے تمام ایرانیوں یعنی ''' الابناء ''' نے بھی اِسلام قُبول کر لیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِن ''' باذان علیہ رحمۃُ اللہ ''' کو اُن کی بادشاہاتِ یمن پر برقرار رکھا تھا ،

''' باذان علیہ رحمۃُ اللہ ''' کی وفات کے بہت تھوڑے عرصے کے بعد '' الاسود العنسی '' نے نبوت کا دعویٰ کیا ، اور سب سے پہلے اُس کی قوم '' بنو مذحج '' نے اُس کی دعوت کو قُبول کیا ،

چونکہ نبوت کا یہ دعویٰ اور اُسکی قُبولیت سب دُنیا کی عیش کے لیے تھی ، لہٰذا نبوت کے جھوٹے دعویٰ دار اور اِسکے پیروکاروں نے اپنے قریبی شہر '' صُنعاء '' پر چڑھائی کر دی اور وہاں کے والی '' شہر '' جو کہ '' باذان علیہ رحمۃُ اللہ '' کا بیٹا تھا اور باپ کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا تابع فرمان مُسلمان تھا ، کو قتل کر کے اُسکی بیوی '' آزاذ '' سے جبری شادی کر لی ،

یہ نیک خاتون '' آزاذ '' بھی سچی اِیمان والی تھی ، لیکن اپنی لاچارگی اور بے بسی کی وجہ سے نبوت کے اِس جھوٹے دعویٰ دار کے قابو میں آ گئی ،

جب '' الاسود العنسی '' کا معاملہ کافی بڑھ گیا اور کافی لوگ اُس کو نبی سمجھ کر اُس کی اِتباع کرنے لگے اور اُس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تک پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے یمن میں اُن لوگوں کو جو سابقین میں سے تھے یعنی بہت پہلے سے ہی اِسلام قُبول کر چُکے تھے ، اپنے دس مُختلف صحابہ کے ذریعے پیغام بھیجا کہ ''' جِس طرح بھی ممکن ہو کُفر و اِنداد کے اِس فتنے کو ختم کیا جائے ''' ،

جِس جِس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا پیغام پہنچا اُس نے لبیک کہا ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا حکم پورا کرنے کے لیے تیار ہو گیا ،

لیکن اِن سب میں سے پہل کرنے والے فیروز الدیلمی رضی اللہ عنہُ تھے ، آیئے اُنہی کی زُبانی سُنتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا پیغام سُن کر اُنہوں نے کیا کہا اور کیا کیا ،

فیروز الدیلمی رضی اللہ عنہُ رضی اللہ عنہُ کا کہنا ہے ''' میں نے اور الابناء میں سے کِسی ایک نے ایک لمحے کے لیے بھی اللہ کے دِین سے مُنہ نہیں پھیرا اور نہ ہی ہمارے دِلوں میں اللہ کے دُشمن الاسود العنسی کی سچائی کا کوئی وہم تک آیا ،

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا پیغام مجھ تک اور یمن کے سابقین اِسلام تک آ پہنچا تو ہم سب نے اپنی اپنی جگہ پر کام کرنے کا فیصلہ کیا ،

الاسود العنسی کو اپنی دعوت میں کامیابی نے بہت ہی زیادہ مغرور اور متکبر بنا دِیا تھا ، حتیٰ کہ وہ اپنے انتہائی قریبی لوگوں

 محدث لائبریری /// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام /// http://kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر بھی اعتماد نہ کرتا بلکہ اُنکے ساتھ ذلت آمیز رویہ رکھتا،
اِن ہی لوگوں میں سے اُسکی فوجوں کا سردار " قیس بن عبد یغوث " تھا،
میں اپنے چچازاد بھائی "داذویہ" کے ساتھ اِسکے پاس گیا ور اِسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا پیغام سُنا کر کہا""سوچ لو، اِس سے پہلے کہ یہ الاسود العنسی تمہیں رات کا شِکار بنالے، تم اُسے صُبح کا شِکار بنالو""،
اللہ تعالیٰ نے اُسے میری بات سمجھادی، اور وہ ہمیں اپنے لیے آسمانی مدد سمجھنے لگا، اور ہمارا پورا ساتھ دینے کا وعدہ کِیا، اور ہمیں الاسود العنسی کے کچھ راز بتائے، پھر ہم نے یہ طے کیا کہ ہم تینوں اُس جھوٹے مُرتد پر اُسکے محل کے اندر حملہ کریں گے اور ہمارے دُوسرے مُسلمان بھائی محل کے باہر سے حملہ آور ہوں گے، اور یہ کہ میری چچازاد بہن "آذاذ" جِسکے شوہر "شہر بن باذان" کو قتل کر کے اِس جھوٹے اور مُرتد نے زبردستی اُس سے شادی کر رکھی ہے، وہ بھی ہمارے ساتھ شامل ہو گی،
اِس کے بعد میں اپنی چچازاد سے مُلاقات کے لیے اُس مُرتد کے محل میں گیا اور اپنی چچازاد سے کہا"تُم اچھی طرح جانتی ہو کہ اِس مُرتد اور جھوٹے نے کیا کیا گُناہ اور ظلم شروع کر رکھے ہیں اور ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف سے پیغام آیا ہے کہ اِس کے فتنے کو ختم کِیا جائے، تو کیا تُم میری مدد کرو گی؟"اُس نے پوچھا"کِس قِسم کی مدد؟"،
میں نے کہا"اِس مُرتد کو یمن سے باہر نکالنے میں مدد"،
اللہ کی اُس بندی نے فوراً، اور کِسی تردد کے بغیر جواب دِیا"نہیں، بلکہ میں اُسے قتل کرنے میں تُمہاری بھرپُور مدد کروں گی، اِن شاء اللہ""،
اُس کی بات سُنکر میں نے کہا" میرا اِرادہ تو یہی ہے لیکن اِس ڈر سے تمہیں نہیں بتایا کہ کہیں تُم خوف زدہ ہو کر میری مدد کرنے سے اِنکار نہ کر دو"،
اُس نے فوراً جواب دِیا کہ ""اللہ کی قسم جِس نے محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے، میں اپنے دِین سے ایک لمحے کے لیے بھی نہیں ہٹی اور اللہ کے اِس دُشمن سے بڑھ کر اور کوئی گندہ شخص میں نے نہیں دِیکھا، جِس کا ہر پَل گُناہ میں ہی گذرتا ہے""،
میں نے پوچھا"اِس مُرتد کو قتل کرنے کی کوئی ترکیب تمہارے ذہن میں ہے؟"،
اُس نے کہا"اِس محل کا ہر کونہ سپاہیوں کی نگرانی میں رہتا ہے، سوائے ایک کمرے کے جو کِسی بھی اِستعمال میں نہیں، اور باہر کی طرف سے اُسکی دیوار فلاں جگہ بنتی ہے، آج رات تُم لوگ باہر سے نقب لگا کر اُس کمرے میں داخل ہونا، میں وہاں چراغ اور کچھ ہتھیار رکھ دوں گی، اور تُم لوگوں کو کمرے سے باہر ملوں گی اور اللہ کے اُس دُشمن تک پہنچا دوں گی، پھر تُم اُسے قتل کر دینا، اِن شاء اللہ،
میں نے کہا" تمہاری بات ہے تو معقول لیکن، دیوار میں سوراخ کرنا ایسا کام ہے جِسکی وجہ سے یقیناً اندر یا باہر سپاہی ہوشیار ہو جائیں گے اور ہم پر حملہ آور ہوں گے اور اِس صُورت میں ہمارا کام پورا نہ ہو سکے گا، بلکہ اللہ کا یہ دُشمن اور

 محدث لائبریری///کتاب و سُنّت ڈاٹ کام/// http://kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے دِین سے مُرتد مزید چوکنا ہو جائے گا"،
آزاد نے کہا "تُم نے ٹھیک کہا، تم کل کِسی کو مزدُور کے بھیس میں میرے پاس بھیجنا، میں موقع دیکھ کر اُس سے کمرے کے اندر کی طرف دیوار میں اِس طرح سوراخ بنوالوں گی جو باہر سے محسوس نہ ہو، اِس طرح تُم لوگوں کو باہر سے زیادہ کام نہیں کرنا پڑے گا اور دیوار کا باقی حصہ تُم لوگ آہستگی سے توڑ کر اندر داخل ہو سکو گے"،
میں کہا "ماشاء اللہ تمہاری یہ رائے بہت اچھی ہے"،
پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آگیا اور اُنہیں سارا معاملہ بتایا، اور ہم سب نے مل کر اللہ سے کامیابی اور برکت کی دُعاء کی اور پھر ہم نے اپنے خاص ساتھیوں کو یہ خبر دی اُن کے ساتھ خُفیہ اشارہ مُقرر کِیا اور یہ طے کِیا کہ کل فجر کے وقت اُس مُرتد کے محل کے پاس ہماری مُلاقات ہو گی، اِن شاء اللہ،
جب رات کافی گہری ہو گئی تو میں اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ اُس دیوار کے پاس پہنچا اور سوراخ والی جگہ کو ڈھونڈا اور جو تھوڑا بہت کام باقی تھا وہ پورا کر کے ہم تینوں اندر داخل ہو گئے،
کمرے میں "آزاد" نے اپنے وعدے کے مُطابق چراغ اور کچھ اسلحہ رکھ دِیا تھا،
ہم وہ چیزیں لے کر اللہ کے دُشمن کے کمرے کی طرف بڑھے تو اُس کے کمرے کے دروازے میں میری چچازاد بہن کھڑی تھی، اُس نے مُجھے اندر داخل ہونے کا اِشارہ کِیا،
میں کمرے میں داخل ہوا تو اللہ کا دُشمن خراٹے لیتا ہوا سو رہا تھا، میں نے تکبیر کہتے ہوئے اُس کے گلے پر چھری رکھی اور پوری قوت سے اپنا ہاتھ چلایا، اُس بدبخت کے مُنہ سے انتہائی بُلند چیخ نکلی اور ذبح ہونے والے اونٹ کی طرح مچلنے لگا،
اُس کی چیخ سُن کر اُس کے نگران سپاہی دوڑتے آئے، لیکن "آزاد" کو دروازے پر کھڑا دیکھ کر اندر داخل نہ ہوئے اور اُس سے پوچھنے لگے کہ، یہ آواز کیسی تھی؟،
"آزاد" نے اطمینان سے کہا "بے فِکر ہو کر واپس جاؤ، اللہ کے نبی پر وحی نازل ہو رہی ہے"،
اور وہ لوگ واپس چلے گئے، میں نے اتنی دیر تک اللہ کے دُشمن کو مضبوطی سے قابو رکھا یہاں تک کہ وہ اللہ کے عذاب میں جا پہنچا،
پھر ہم لوگ فجر تک اُس محل میں ہی چھپے رہے، جب فجر کا وقت ہو گیا تو میں محل کی سب اُونچی بیرونی دیوار پر چڑھا اور پوری قوت سے اذان دینی شروع کی ""اللَّهُ أكبَرُ،،، جب میں کہا،،،أشهَدُ أن لا إلَهَ إلّا اللّهُ و أشهَدُ أنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّه،،، تو پھر میں کہا،،، و أشهَدُ أنَّ الأسوَدَ العَنسِيَّ كَذّابٌ،،، یہ بات ہمارے ساتھیوں کے درمیان خفیہ اشارہ تھی میری اذان کی وجہ اللہ کے دُشمن کے سپاہی بھی ہر طرف سے اُمڈ پڑے تھے،
اور اِس خفیہ اشارے کو سُن کر محل کے ارد گرد چھپے ہوئے ہمارے مُسلمان بھائیوں نے بھی ہلہ بول دِیا، کُفر و ارتداد کے مارے ہوئے اپنے پیر و مُرشد کی خوشنُودی حاصل کرنے کے لیے اور اِیمان والے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و علی

محدث لائبریری/// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام /// http://kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آلہ وسلم کی عِزت بُلند کرتے ہوئے اور اپنے رب کا دِین سچا ثابت کرتے ہوئے اپنے رب کی رضا اور جنّت حاصل کرنے کے لیے اپنا اپنا خون بہانے لگے ،

میں نے ایک اور بُلند آواز پُکار کے ساتھ اللہ کے دُشمن کا کٹا ہوا سر دیوار سے نیچے پھینکا ، جِسے دیکھ کر اُسکے پیروکاروں کی ہوا اُکھڑ گئی اور اِیمان والوں کا اِیمان اور پختہ ہو گیا ، سارا علاقہ اُن کی تکبیروں سے گونج اُٹھا اور وہ اللہ کے دُشمن کے مُریدوں پر اللہ کا عذاب بن کر ٹوٹ پڑے ، اللہ کی مدد سے سُورج نکلنے سے پہلے ہی اللہ کے دُشمن کی فوج شکست کھا کر مُسلمانوں کے قابو میں آ گئی ،

دِن چڑھنے کے بعد ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو یہ خوش خبری بھیجی ، لیکن جب ہمارے پیغامبر مدینہ پہنچے تو پتہ چلا جِس رات اللہ نے یہ کامیابی عطاء فرمائی تھی اُسی رات اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو دُنیا سے واپس بُلا لیا ،

فیروز الدیلمی رضی اللہ عنہ ُ کے پیغام رسانوں نے مدینہ میں جب یہ خبر سُنائی تو اُنہیں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو یہ خوش خبری اُسی وقت پہنچا دی تھی ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا تھا ﴿قُتِلَ الأسودُ العَنسِيُّ البارِحَة. قَتَلَهُ رَجُلٌ مُبارک مِن اهلِ بيتٍ مُبارکين ،،، گذری رات میں الاسود العنسی قتل کر دِیا گیا ہے ، اور اُسے ایک بابرکت گھرانے کے بابرکت شخص نے قتل کیا ہے﴾ ، پوچھا گیا وہ کون ہے اے اللہ کے رسول ، فرمایا ﴿فَيرُوزُ ، فَازَ فَيرُوزُ ،،، فیروز ، فیروز کامیاب ہو گیا (دُنیا اور آخرت میں)﴾ ،

اللہ سُبحانہ ُ و تعالیٰ ہمیں بھی اُس کے خلیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی عِزت اور سچائی کے لیے اپنا سب کچھ خرچ کر دینے والوں میں سے بنائے ۔

❀❀ مُحمد بن مَسلمہ الانصاری الاوسی الحارثی ، رضی اللہ عنہ ُ و اَرضاہ ❀❀

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اللہ کے دِین کی دعوت بلند کی تو شیطان کے تابع فرمانوں کے دِلوں میں آگ لگ گئی ، لہٰذا وہ سب ہی اپنے پیر و مُرشد و اعلیٰ ابلیس ملعون کے الہامات پر عمل کرتے ہوئے اللہ کے دِین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے خِلاف ہر کام کرتے اور کرواتے تھے ،

اِن میں سے کچھ تو ایسے بھی تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مال و دولت بھی خوب دے رکھا تھا اور اُنکے مددگار بھی بہت تھے اور اُن سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور اللہ کے دِین کے خِلاف کام کرنے کو اپنا نصب العین بنا رکھا تھا ، اپنے مال اور ساتھیوں کو اِستعمال کر کے اللہ کے دِین اور رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے خِلاف ہر کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے ، بلکہ خود ایسے کام شروع کرواتے ، انہی میں سے ایک یہودیوں کا طاغوت کعب بن الاشرف تھا ،

اللہ نے اُسے مال و دولت سے نوازا تھا ، لیکن دِین حق کی دعوت کی جلن کی وجہ سے وہ اللہ اور اللہ کے پیارے نبی محمد

http://kitabosunnat.com /// محدث لائبریری /// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا پکا دُشمن بن چکا تھا،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی شان میں گُستاخانہ شاعری بھی کیا کرتا تھا،
مکہ اور عرب کے مُشرکوں کے ساتھ دوستانہ مجلسیں """Friendly Meetings""" کرتا رہتا،
اور اُنہیں اپنے خصوصی مشیروں کے ذریعے اللہ کے دِین اور رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے خِلاف کاروائیوں پر تیار کرتا رہتا،
جب اِسکی کاروائیاں بہت بڑھ گئیں تو ایک دِن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿مَن لکعب بن الأشرف فإنّه قد آذی اللَّه و رسوله ::: کون ہے جو کعب بن الاشرف کو روکے کیونکہ اُس نے یقیناً اللہ اور اللہ کے رسول کو دُکھ پہنچایا ہے﴾،
تو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے سچی محبت کرنے والوں، اللہ کے حقیقی ولیوں کی مجلس میں سے ایک ولی اللہ، صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم، محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہُ کھڑے ہوئے اور عرض کیا """ اے اللہ کے رسول کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اُسے قتل کر دوں ؟ """،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿ہاں﴾،
محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہُ نے عرض کیا """ اللہ کے رسول کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اُسکے سامنے آپ کے خِلاف کچھ کہوں """،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿کہہ سکتے ہو﴾،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف سے اجازت پا کر محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہُ اپنے گھر چلے آئے، گھر پہنچ کر جب اُنہوں نے اِس معاملے پر غور کیا یعنی پلاننگ کرنا شروع کی تو خیال آیا کہ معاملہ تو کافی نازک اور خطرناک ہے اگر مجھے اِس میں کامیابی نہ ہوئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو کیا مُنہ دِکھاؤں گا، اِسی فِکر میں محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہُ نے کھانا پینا بھی چھوڑ دیا،
کچھ دِن بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے دیگر صحابہ سے محمد رضی اللہ عنہُ کے بارے میں دریافت فرمایا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو بتایا کہ وہ اپنے گھر میں بند ہے اور کچھ کھا پی بھی نہیں رہا،
رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اُنکو بلایا اور پوچھا ﴿کیا بات ہے ؟﴾،
تو انہوں نے کہا کہ """ میں نے آپ سے وعدہ تو کر لیا ہے لیکن اگر میں اُسے قتل کرنے میں کامیاب نہ ہوا تو میں وعدہ خِلاف ہو جاؤں گا """،
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿تمہارا کام کوشش کرنا ہے (یعنی تم کوشش کرو نتیجہ اللہ نکالے گا)﴾

 محدث لائبریری /// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام /// http://kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہُ، جب وہاں سے نکلے تو راستے میں اُنہیں ابو نائلہ سلکان بن قیس الأشھلی رضی اللہ عنہُ ملے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پاس ہی جا رہے تھے، محمد رضی اللہ عنہُ نے سلکان رضی اللہ عنہُ سے کہا""مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کعب بن الاشرف کو قتل کرنے کا حکم دِیا ہے اور تُم جاہلیت کے زمانے میں اُسکے قریبی دوستوں میں تھے، وہ اب بھی تمہاری بات مانے گا لہذا تم اُسے اُسکی پناہ گاہ سے نکالنے میں میری مدد کرو تا کہ میں اُسے قتل کر سکوں اِن شاء اللہ"""،

سلکان رضی اللہ عنہُ نے کہا""اگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اِسکی اجازت عطاء فرمائیں گے تو پھر اِن شاء اللہ میں ضرور تمہاری مدد کروں گا"""،

پھر دونوں ملکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پاس آئے اور سلکان رضی اللہ عنہُ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے اِس معاملے کی بابت وہی پوچھا جو محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہُ نے پوچھا تھا اور اُنہیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اُسی طرح اجازت دی جِس طرح محمد رضی اللہ عنہُ کو دی تھی،

پھر یہ دونوں ساتھی اپنی منصوبہ بندی اور اُسکے مُطابق تیاری کر کے، اپنے ساتھ عباد بن بشر، ،ابو عیسیٰ ابن جبر، سعد بن معاذ اور اُنکے بھتیجے الحارث رضی اللہ عنہم اجمعین، کو لے کر کعب بن الاشرف کے عِلاقے میں پہنچے اور پہلے دو ساتھی یعنی محمد بن مسلمہ اور ابو نائلہ سلکان بن قیس رضی اللہ عنہما کعب بن الأشرف کے پاس گئے وہ اُنہیں دیکھ کر بہت خوش ہوا اور پوچھنے لگا کہ "کیسے آئے ہو ؟"،

محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہُ نے کہا""ہم لوگ بہت مُصیبت میں ہیں اور تمہارے پاس کچھ مدد لینے کے لیے آئے ہیں، جب سے یہ محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) آیا ہے اُس نے ہم سے کہا کہ اگر تم لوگ ایمان لے آئے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور کہا صدقات دو ہم نے سب کچھ دے دیا، اور کہا" نماز" پڑھو ہم نے پڑھنے لگے اور کہا" روزہ" رکھو ہم رکھنے لگے اور کہا میرے ساتھ ملکر "جہاد" کرو ہم نے کیا یہ سب کرتے ہوئے ہمیں اتنا عرصہ گزر گیا لیکن ابھی تک کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے کہ آخر یہ معاملہ کہاں رُکے گا اور کیا نتیجہ نکلے گا، اور اب تو ہماری حالت ایسی ہو گئی ہے کہ اپنے گھر والوں کو کھلانے کے لیے بھی کچھ نہیں ہے، لیکن ابھی ہم محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) کا ساتھ چھوڑنا نہیں چاہتے اور کچھ اور دیر تک دیکھنا چاہتے ہیں کہ شاید اُس کے وعدے پورے ہو جائیں اور ہماری حالت بدل جائے تم فی الحال ہماری اتنی مدد کرو کہ ہمیں کھجور کے دو چار ٹوکرے ہی دے دو تا کہ ہم اپنے خاندان والوں کو کچھ عرصے کھانا تو دے سکیں جب ہمارے پاس واپسی کی گنجائش ہو جائے گی تو تمہارا مال تمہیں واپس کر دیں گے"""،

محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہُ کی بات کے بعد سلکان رضی اللہ عنہُ نے کعب کو اپنی پرانی دوستی یاد دلائی،

کعب نے کہا"میں کعب بن الاشرف ہوں اور تم میرے پرانے دوست ہی نہیں بلکہ رضاعی بھائی بھی ہو، میں تمہاری مدد ضرور کروں گا، لیکن تم لوگ میرے مال کی واپسی کی ضمانت کے طور پر کوئی چیز میرے پاس گروی رکھوا دو"،

محمد اور سلکان رضی اللہ عنہما نے کہا""کیا رکھوائیں؟""،

کعب نے کہا"اپنی عورتیں"،

http://kitabosunnat.com /// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام /// محدث لائبریری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُنہوں نے کہا"" تُم تو عرب کے خوبصُورت ترین مَردوں میں سے ہو، ہم تمہارے پاس اپنی عورتیں کیسے چھوڑ سکتے ہیں ؟""،

کعب نے کہا"اچھا اپنے بچوں میں سے کسی کو چھوڑ دو"،

توانہوں نے کہا"" یہ تو بڑے عیب اور شرم والی بات ہے کل کو ہمارے بچے کیا سوچیں گے کہ ہم نے اُنکی قیمت بس کھجور کے دو ٹوکرے رکھی تھی ؟ ایسا کرتے ہیں کہ ہم تمہارے پاس اپنا اسلحہ رکھ دیتے ہیں""،

بیو قوف کعب نے خوش ہو کر کہا"" ہاں ہاں اسلحہ اسلحہ، ٹھیک ہے اسلحہ تو وفا کی نشانی ہے، بالکل ٹھیک ہے تم لوگ اپنا اسلحہ میرے پاس رکھ دو"،

اُنہوں نے کہا"" ٹھیک ہے شام کو ہم دو تین اور لوگوں کو ساتھ لائیں گے تا کہ کھجوریں لے جا سکیں اور کھجوریں لینے سے پہلے تمہیں اپنا اسلحہ دے دیں گے""،

محمد اور سلکان رضی اللہ عنہما نے یہ بات اِس لیے کی تا کہ کعب کی طرف سے اجازت کی وجہ سے، اُس کے قلعے میں اسلحہ ساتھ لے کر داخل ہونے میں کوئی روکاوٹ نہ ہو، اور نہ ہی کعب کے چوکیدار اُنکی کوئی خاص نگرانی کریں""،

شام کافی گہری ہونے کے بعد پانچوں صحابی رضی اللہ عنہم اجمعین، کعب کے قلعے کے دروازے پر پہنچے اور آواز دِی،"" یا کعب""،

وہ اپنے کمرے میں اپنی بیوی کے پاس لیٹا ہوا تھا، اُنکی آواز سُن کر فوراً جواب دِیا"آتا ہوں آتا ہوں"،

اُس کی بیوی اُسکے ساتھ لٹک ہی گئی اور کہنے لگی"کعب، اِس وقت باہر مت نکلو، تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) اور اُسکے ساتھیوں سے دُشمنی پال رکھی ہیں اِس وقت مت جاؤ"،

کعب نے کہا"پاگل عورت، یہ لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) کے ساتھی تو ہیں لیکن میرے پاس مدد مانگنے آئے ہیں اگر میں اِن کی بات پوری کروں گا تو مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) کے دِین کو ناکام کرنے اور اُسکے مزید ساتھیوں کو اپنے ساتھ ملانے کا موقع ملے گا، اور خاص طور پر یہ لوگ تو میرے دوست اور رضاعی بھائی ابو نائلہ کے ساتھ آئے ہیں، اور میں کوئی بیو قوف تو نہیں، یہ لوگ اپنا اسلحہ بھی میرے پاس گروی رکھ رہے ہیں، اور میں اپنے قلعے میں اپنے چوکیداروں کے سامنے ہوں یہاں کوئی میرا کُچھ نہیں بگاڑ سکتا"،

اُسکی بیوی نے پھر کہا"کعب خون بہنے کی آواز آرہی ہے، مت جاؤ"،

کعب نے اپنی بیوی پر بہادری کی دھونس جماتے ہوئے کہا"میں کعب بن الاشرف ہوں، باعزت اور بارتبہ سردار اور اگر ایسے سردار کو اُس کے دوست آدھی رات کو قتل کرنے کے لیے بھی پکاریں تو وہ ضرور جاتا ہے"،

اتنی دیر میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے پھر اُسے زور سے آواز دِی"" یا کعب""،

اُس نے بھی اونچی آواز میں کہا"آرہا ہوں آرہا ہوں"،

اور باہر آکر اپنے چوکیداروں کو اشارہ کیا کہ دروزاہ کھول دیا جائے اور اِن لوگوں کو اسلحے سمیت اندر آنے دِیا جائے، میں خود اُن کا اسلحہ اُن سے وصول کروں گا،

 http://kitabosunnat.com /// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام /// محدث لائبریری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُس کے چوکیداروں نے دروازہ کھول دِیا اور پانچوں صحابی رضی اللہ عنہم اندر داخل ہو گئے، اور کعب کے پاس پہنچے اور کہا""کعب تمہارے پاس سے رُخصت ہونے سے پہلے کچھ اور بات چیت کر لیں، اور تمہارے محل میں تھوڑی چہل قدمی کر لیں""،

اُس نے کہا"کیوں نہیں"اور سب ملکر ٹہلنے لگے،

کعب کے پاس آنے سے پہلے محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہُ نے منصوبہ بندی کر رکھی تھی اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ طے کر رکھا تھا کہ میں بہانے سے کعب کو سر کے بالوں سے قابو کروں گا اور جب پوری طرح سے قابو کر لوں گا تو پھر تم لوگوں کو آواز دوں گا تُم لوگ اُس پر حملہ کر دینا، اپنے اِسی منصوبے پر عمل کرنے لے لیے ہی اُنہوں نے کعب کو باتیں کرنے اور ٹہل قدمی کرنے کا کہا تھا،

جب وہ لوگ چلتے چلتے رہائشی عِلاقے سے کچھ دُور ہوئے تو محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہُ نے کہا""کعب تمہارے پاس سے بہت اچھی خُوشبُو آرہی ہے، کیا تُم مجھے اجازت دو گے کہ میں تمہارے بال سونگھ لوں؟""،

کعب جو پہلے ہی یہ سوچ کر خوش ہو رہا تھا کہ آج وہ محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتھیوں میں سے کچھ کو اپنے ساتھی بنانے میں کامیاب ہو گیا ہے، اِس بات پر اور خوش ہوا اور بڑے فخر سے کہا"میرے پاس عرب کی سب سے بہترین عِطر تیار کرنے والی عورتیں ہیں، ضرور تم اِس خُوشبُو کو سُونگھو"،

محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہُ نے اُسکے قریب ہو کر اپنے دونوں ہاتھ اُس کے بالوں میں داخل کیے اور اُسکے بالوں کو سونگھا، اور پھر چھوڑ دِیا، اور کہا، ""کعب میرے ساتھیوں کو بھی اجازت دو کہ اِس خُوشبُو کو سونگھ سکیں""،

کعب اور زیادہ اکڑا اور کہا"کیوں نہیں ضرور"،

محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہُ نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کِیا اُنہوں نے بھی باری باری کعب کا سر سونگھا اور پیچھے ہٹ گئے،

یہ ساری کاروائی کعب کے چوکیداروں کو دِکھانے کے لیے کی جا رہی تھی تا کہ وہ کعب کی طرف سے بے فکر ہو جائیں اور یہ سمجھ لیں کہ کعب اپنے دوستوں کے ساتھ سیر کر رہا ہے اور اُسے اِن لوگوں سے کوئی خطرہ نہیں،

کچھ اور دُور جا کر پھر محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہُ نے کہا""کعب مجھے تمہاری خُوشبُو پر صبر نہیں آرہا""،

کعب نے پھر خوش ہو کر کہا""تو کیا ہوا پھر سونگھ لو""،

محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہُ نے پھر پہلے جیسا کام کیا، کچھ دیر بعد جب وہ لوگ چوکیداروں سے کافی مُناسب حد تک دور ہو گئے، تو پھر محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہُ نے کہا""کعب بس اب آخری دفعہ اپنا سر سونگھنے کی اجازت دے دو""،

کعب نے بڑے تکبر کے ساتھ مُسکراتے ہوئے کہا""ہاں ضرور، سونگھ لو اور جان لو کہ میرے پاس عرب کی سب سے بہترین خوشبو ہوتی ہے"،

محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہُ والہانہ انداز میں آگے بڑھے اور اپنے دونوں ہاتھ کعب کے کانوں کے پاس سے اُسکے سر میں داخل کر کے اُس کے سر کے بالوں کو انتہائی مضبوطی سے قابو کر لیا اور اپنے ساتھیوں کو پکار کر کہا""مار ڈالو اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے دُشمن کو"""،

ساتھیوں نے اپنے ہتھیاروں سے اُس پر حملہ کر دِیا، وہ لوگ اُس وقت اندھیرے میں تھے لہذا کِسی کا بھی وار اِس حد تک کار گر نہ ہوا کہ اللہ کا دُشمن اُسی وقت ہلاک ہو جاتا،

صحابہ رضی اللہ عنہم کے وار پڑنے پر وہ انتہائی اُونچی آواز میں چیخ رہا تھا، اُسکی چیخیں سُن کر اُسکے چوکیدار اپنی اپنی مشعلیں جلا کر بھاگتے ہوئے اُس طرف کو آئے قلعے کے اوپر والی رہائشی حصے میں سے اُس کی بیوی اور دُوسری عورتیں بھی اُس کی چیخ و پکار سن کر چیخنے لگیں،

اُسکے چوکیدار بہت قریب پہنچ چکے تھے، اور اللہ کا وہ دُشمن اُس وقت تک مرا نہیں تھا بلکہ اُس کو کوئی ایسا زخم بھی نہیں آیا تھا جو اُس کے لیے جان لیوا ہوتا،

محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہُ نے صُورت حال کو بھانپ لیا اور اپنے ترکش میں سے ایک تیر نِکال کر اُس کی چونچ والا حصہ کعب کے پیٹ کے نچلے حصے پر رکھ کر تکبیر بُلند کرتے ہوئے اپنا پورا وزن تیر کے دُوسرے سِرے پر ڈال دِیا، تیر کعب کا پیٹ پھاڑ کر اندر داخل ہوتا چلا گیا، اور اللہ کا دُشمن کعب ایک زور دار چیخ نکال کر خاموش ہو گیا،

محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہُ نے اللہ عزّ و جلّ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو تکلیف دینے والے یہودیوں کے طاغوت کعب بن الاشرف کے مرنے کی تاکید کی،

اتنی دیر میں قلعے میں موجود تمام تر چوکیدار اور دُوسرے لوگ بھی اپنے اپنے ہتھیار لے کر وہاں پہنچ چکے تھے، محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہُ اور اُنکے باقی ساتھی رضی اللہ عنہم اجمعین دُشمنوں سے لڑتے ہوئے اُن کا گھیرا توڑ کر وہاں سے کامیابی کے ساتھ نکل آئے،

اللہ تبارک وتعالیٰ، اُس کے دِین اور اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی شان میں گُستاخی کرنے والے، اور اللہ جلّ وعلا، اُس کے دِین، اور اُس کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اور اُن کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے دُشمن یہودیوں کے اِس طاغوت کعب بن الاشراف کو فدائی کمانڈو ایکشن کے ذریعے قتل کرنے کے بعد جب محمد بن مَسلمہ اور اُن کے باقی چار ساتھی رضی اللہ عنہم اجمعین واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُن کو دیکھ کر خوش ہوئے اور آخرت کی کامیابی کی خوشخبری سُناتے ہوئے اِرشاد فرمایا ﴿ أَفْلَحَتِ الْوُجُوه ::: کامیاب ہوگئے (یہ) چہرے ﴾،

اِس واقعے میں بہت سے اہم سبق ملتے ہیں :::

::: (1) ::: دیگر بہت سے واقعات کی طرح اِس واقعے میں بھی یہ سبق ملتا ہے کہ رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم غیب کا عِلم نہیں جانتے تھے، لہذا اپنے ساتھی محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہُ کے غیر حاضر ہونے کا سبب نہ جان سکے،

::: (2) ::: یہودی ہمیشہ سے خائن اور بُزدل ہوتے ہیں، اور اِسلام کے آغاز سے ہی وہ اِسلام اور مُسلمان دُشمنی میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنا وقت اور مال خرچ کر رہے ہیں، خود صِرف وہاں سامنے آکر لڑتے ہیں جہاں اُنہیں یہ یقین ہو کہ اُنہیں کوئی جانی نُقصان نہیں ہو گا، جہاں مار پڑنے کا اندیشہ ہو وہاں وہ دُوسروں کو استعمال کرتے ہیں ،

::: (3) ::: کسی مُسلمان کا نام صرف """ محمد """ رکھنے میں کوئی گُناہ یا بے ادبی نہیں جیسا کہ ہمارے معاشرے میں خیال کیا جاتا ہے اور کسی کا نام صرف """ محمد """ نہیں رکھا جاتا، کہ صِرف یہ نام رکھنا بے ادبی ہے اور کوئی اور نام بھی اکیلا رکھنا برا خیال کیا جاتا ہے ،

اور اِس کی وجہ ایک مخصوص دِین دار طبقے کے لوگ یہ حدیث بتاتے ہیں کہ ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم نے فرمایا ہے ﴿ مَن ولد له ثلاثه فلم يسمِّ أحدهم محمداً فقد جهل ::: جسکو تین بیٹے ہوئے اور کِسی کا نام بھی محمد نہ رکھا تو وہ جاھل ہے ﴾ یہ روایت جھوٹی ہے ، سلسلہ الاحادیث الضعیفہ / حدیث 437 ،

اِس پر اور اِس جیسی جھوٹی باتوں اور مَن گھڑت فلسفوں پر عمل کرتے ہوئے ہمارے معاشرے میں بچے کو کوئی اور نام دے کر اُسکے ساتھ "محمد" یا "أحمد" یا "علي"، "حسن"، "حسین" وغیرہ جوڑا جاتا ہے اور اِس جوڑ کے چکر میں نام کی حد تک تو شرک کو جوڑ ہی لیا جاتا ہے، مثلاً "غلام محمد"، "غلام رسول" "غلام نبی" "غلام علی" "زاہد علی"، "کلبِ حسین"، "عابد حسن" وغیرہ وغیرہ اور عورتوں کے ناموں میں بھی ایسا ہی معاملہ ہوتا ہے

مثلاً "کنیز فاطمہ"، "نور فاطمہ" وغیرہ،

بات ہو رہی تھی نام """" محمد """" رکھنے کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم نے تو یہ اِرشاد فرمایا ہے کہ ﴿ سَمُّوا بِاسْمِي وَلاَ تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي ::: میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کُنیت پر کُنیت مت رکھو ﴾ صحیح بخاری / حدیث 2120 / کتاب البیوع / باب 49، صحیح مُسلم / حدیث 5711 / کتاب الآداب / باب 1 ،

لہذا صِرف """ محمد """ نام رکھنے میں کوئی گُناہ یا بے ادبی نہیں، اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ اپنے اِس عظیم مجاہد صحابی محمد بن مَسلمہ کا نام تبدیل فرما دیتے، جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کے ساتھ سوائے غزوہ تبوک کے ہر معرکے میں حصہ لیا اور غزوہ اُحد میں جب سب لوگ اِدھر اُدھر ہو رہے تھے اور کافروں نے ہر طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم پر حملہ کر دِیا تھا تو کافروں کے ہر وار کو اپنے جِسموں پر روکنے والے چند سچے مُحبانِ رسول میں یہ بھی تھے۔

کیا ہی بھلا ہو کہ یہ سچے محبانِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم، اور اللہ کے یہ حقیقی ولی ہمارے آئیڈیل ہوں جائیں کہ ہماری محبتِ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم بھی ایسی ہی عملی محبت ہو جائے۔

ابو جابر عبداللہ رضی اللہ عنہُ و أرضاہُ

اِبتدائے اِسلام کے سخت ترین دِنوں میں سے ایک ، 7 شوال ، 3 ہجری تھا ، اِس دِن اللہ کی مخلوق میں سے سب سے عظیم اور بلند رُتبے والی ہستی ، مُحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم ، اور اُن کے جانثار ، اللہ کے سچے اور حقیقی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اُولیاء، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ، اللہ کی توحید کی سر بلندی کے لیے کُفر و شرک کے پہاڑوں سے ٹکرانے کے لیے اپنا سب کچھ لیے میدان اُحد میں حاضر تھے اور اپنے اللہ کی خوشی حاصل کرنے کے لیے وہ سب کچھ نچھاور کیے جا رہے تھے، یہاں تک کہ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا جِسم مُبارک بھی زخمی ہوا، اور ستر (70) صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے اپنے رب کی جنّت کی طرف روانہ ہوئے،

مکہ کے مُشرک، اپنے کُفر و شرک کی مستی میں اِنسانیت کی حدود بھی تجاوز کیے ہوئے تھے، اور اطاعتِ شیطان میں وہ لوگ اِس قدر وحشی ہو چکے تھے کہ میدان جنگ میں اپنے دُشمنوں کی لاشوں کا مُثلہ کرنے سے بھی گُریز نہ کرتے، یعنی اُن لاشوں کے مختلف حصے کاٹ ڈالتے خاص طور پر چہرے کے حصے، اِسی وحشیت کا مظاہرہ اُنہوں نے جِہاد اُحد میں شہید ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کی لاشوں پر بھی کیا، اور اُن کا مثلہ کیا، اور اُن کے وہ قُدسی چہرے جو خالصتاً اللہ کے سامنے جھکتے تھے، کافروں نے بگاڑ دیے، اُن مُبارک چہروں سے وہ کان جو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ہر بات مکمل توجہ سے سنتے تھے، وہ آنکھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا اِیمان اور محبت سے دیدار کرتی تھیں، وہ ناک جو اللہ کی رضا کے لیے مٹی آلود ہوتے تھے، وہ ہونٹ جو اللہ کی واحدانیت کے اِلفاظ ادا کرتے ہوئے جُنبش کرتے تھے، کافروں نے کاٹ ڈالے،

آگے بڑھنے سے پہلے، یہاں اِس اہم نکتے کی طرف توجہ دِلانا اِن شاء اللہ فائدہ مند ہو گا کہ، اللہ کے ہاں محبوب اور بلند رتبے والا ہونا، اور دُنیاوی عِزت و حشمت، جاہ و قوت کا ملنا الگ الگ معاملات ہیں، اللہ جِسے چاہے دونوں چیزیں عطا فرمائے اور جِسے چاہے صرف پہلی، اور جِسے چاہے صرف دُوسری، اور جِسے چاہے کچھ بھی نہ دے،

غور فرمایے، قارئین کرام، کہ، نبیوں اور رسولوں کے بعد، اللہ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب بندے، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں، اور اِس کے باوجود دُنیا میں اُن کے ساتھ اِس قِسم کے دُکھ، درد، تکلیف و أذیت کی شدتوں سے بھرے ہوئے معاملات پیش آئے،

اور جو لوگ اپنے کُفر و شرک اور بد عقیدگی، اور بد اعمالی کی وجہ سے اللہ کے ہاں ناپسندیدہ ہیں، اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ اپنی بے عیب حِکمت سے اُن کو دُنیا کی عِزت و آرام و سُکون، مال و جاہ، قوت و قدرت سے مالا مال کرتا ہے، پس اُس کی حِکمت وہی جانتا ہے،

اپنی سابقہ بات کی طرف واپس آتے ہوئے کہتا ہوں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اپنی رحمت و شفقت سے یہ مُبارک عادت رکھتے تھے کہ لڑائی رُکنے پر سارے میدان کا خود جائزہ لیتے اور اپنے ساتھیوں کی خبر معلوم فرماتے، اُس دِن بھی جِہاد اُحد کے میدان میں جب حق و باطل کا معرکہ رُکا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اپنے ساتھیوں کی خیر خبر دریافت کرنے کے لیے میدانِ جِہاد کا جائزہ فرمانے لگے، مدینہ المنورہ سے آنے والے مُجاہدین کے رشتہ دار بھی اُن کے ساتھ ہو لیے،

شہیدوں کی لاشیں دیکھ کر رحمتِ عالم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی مُبارک آنکھیں بھی پاکیزہ آنسوؤں سے تر ہو گئیں،

 محدث لائبریری /// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام /// http://kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک شہید کی بہن اپنے پیارے بھائی کی مثلہ کی ہوئی لاش دیکھ کر غم سے نڈھال ہو گئیں، بے اختیار چیخ ماری اور زار و قطار رونے لگیں،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اپنے اُس صحابی، اللہ کے سچے اور حقیقی ولی کی اللہ کے ہاں پذیرائی کی خوشخبری دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا ﴿تَبْكِيهِ أَوْ لَا تَبْكِيهِ ما زَالَتْ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حتى رَفَعْتُمُوهُ::: تم اُس پر رو، یا نہ رو، (اللہ رب العِزت نے تمہارے بھائی کو یہ مرتبہ عطا کیا ہے کہ) فرشتے اس پر اپنے اُس وقت تک اپنے پروں کا سایہ کیے ہوئے تھے جب تک تُم لوگوں نے (رو کر) اس (سایہ) کو اُٹھا نہیں دیا﴾ صحیح مُسلم/حدیث 2471/کتاب فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین/باب 26،

اللہ کے یہ سچے اور حقیقی ولی، اللہ کی راہ میں جِہاد کرنے والے یہ شہید، جن کی لاش پر فرشتوں نے اپنے پروں سے سایہ کیا، ابو جابر عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ بن عمرو بن حرام السلمی الانصاری تھے،

ابو جابر رضی اللہ عنہ ُ بن عمرو کا شمار جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے، وہ خزرج کی شاخ بنو سلمہ میں سے تھے، سلسلہ نسب یہ ہے کہ '''عبداللہ بن عمرو بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارده بن یزید بن جشم بن خزرج'''،

بنو سلمہ کی آبادی حرّہ اور مسجد قبلتین تک پھیلی ہوئی تھی، لیکن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ُ کا خاندان قبرستان اور ایک چھوٹی مسجد کے درمیان آباد تھا، عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ کے والد عمرو بن حرام مالدار آدمی تھے اور اپنے خاندان کے رئیس تھے، ایک چشمہ عین الازرق اور کئی قلعے اُن کے تصرف میں تھے، اُن کی وفات کے بعد یہ ساری جائداد عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ کو ملی،

انصار میں اِسلام کی اِبتداء بیعت عُقبہ سے ہوئی، سن 11 نبوت میں چھ انصاری مکہ جا کر شرفِ اِسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی بیعت سے سُرخرو ہوئے، دُوسرے سال مدینہ المنورہ کے بارہ خوش نصیبوں نے یہ سعادت حاصل کی اور اِسی سال اُن کی درخواست پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے مُصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ُ، جن کا لقب مُصعب الخیر ہے، کو اِسلام کا پہلا سفیر، پہلا مُبلغ، پہلا داعی بنا کر مدینہ منورہ روانہ کیا تو ان کی تبلیغی مساعی کے نتیجے میں انصار کے گھر گھر میں اِسلام کا چرچا پھیل گیا، (مُصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ ُ و اَرضاہُ کا ذِکر الگ مضمون میں کیا جا چکا ہے)

لیکن اُس وقت، یعنی مُصعب الخیر رضی اللہ عنہ ُ و اَضاہُ کے مدینہ المنورہ کے اُس سفر کے دوران عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ اِسلام قُبول نہ کر پائے اور سن 13 ہجری موسمِ حج میں جب اہلِ مدینہ کا ایک قافلہ حج کے لیے مکہ جانے کے لیے تیار ہوا تو وہ بھی اس میں شامل ہو گئے،

اُس قافلے میں چوہتر 74 مُسلمان اور باقی سب کافر تھے، دورانِ سفر کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ُ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ سے فرمایا '''اے ابو جابر آپ بھی ہماری قوم کے ایک سردار ہیں اور آپ کو بڑی عِزت اور مرتبہ حاصل ہے لیکن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمیں یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ آپ ابھی تک کفر و شرک میں گھرے ہوئے ہیں، اگر آپ اپنی روش پر قائم رہے، تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ کو جہنم میں ڈال دے گا، ہم نہیں چاہتے کہ آپ جیسے اچھے آدمی کا یہ انجام ہو، کیا ہی خوب ہو کہ آپ ہمارا ساتھ دیں اور دینِ حق قبول کرنے میں تاخیر نہ کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے ہم سے ملاقات کا وعدہ فرما رکھا ہے، ہم اِن شاء اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کریں گے "

بہر حال انہوں نے ایسی دلنشین پیرائے میں عبداللہ رضی اللہ عنہُ کو اِسلام کی دعوت دی کہ وہ فی الفور اُن کے ہاتھ پر مُسلمان ہو گئے، اُن کے نوجوان فرزند جابر رضی اللہ عنہُ بھی اِسی قافلے میں شامل تھے، وہ بھی اپنے والد محترم کے ساتھ ہی اِسلام قُبول کرنے کی سعادت سے فیض یاب ہوئے، اِس طرح قافلے کے مُسلم شرکاء کی تعداد چھہتر 76 ہو گئی، (75 مرد اور 2 خواتین)،

اِس کے بعد اہلِ قافلہ میں سے عویم رضی اللہ عنہُ بن ساعدہ اور کچھ دُوسرے حضرات جو اِسلام قُبول کر چکے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے گذارش کی کہ مدینہ کے اہلِ حق سے ملاقات کے لیے کوئی وقت مقرر فرمائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُن کے لیے حاجیوں کے مِنیٰ سے روانگی کے آخری دِن کی رات میں بمُقام عُقبہ ملاقات فرمانے کا وعدہ فرمایا، چنانچہ مقررہ رات کو قافلہ کے تمام مُسلمان چھپتے چھپاتے دو دو چار چار کر کے مقررہ جگہ پر پہنچ گئے، وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہُ کے ساتھ موجود تھے،

معاذ بن رفاعہ بن رافع سے روایت ہے کہ جب سب لوگ عُقبہ کے مُقام پر جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہُ بن عبدالمطلب نے گفتگو کا آغاز فرماتے ہوئے کہا "" اے خزرج کے لوگو! تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی ہے، تو سُن لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اپنے قبیلے اور رشتے داروں کے درمیان بڑی مضبوط حیثیت کے مالک ہیں، ہم میں سے جنھوں نے اِن کا دِین قُبول کر لیا ہے اور وہ بھی جنھوں نے قُبول نہیں کیا، سب ان کی حفاظت اور حمایت کر رہے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سب کو چھوڑ کر تمہارے پاس ہی جانا چاہتے ہیں، اب تم سوچ لو کہ تم میں اتنی قوت اور حوصلہ ہے کہ سارے عرب کی مخالفت قُبول کر سکو، کیونکہ تمام عرب متحد ہو کر تم پر یلغار کر دیں گے، لہٰذا آپس میں اچھی طرح مشورہ کر کے کوئی مُتفقہ فیصلہ کرو (اور ہمیں اُس کے بارے میں سچ سچ بتاؤ) کیونکہ سب سے اچھی بات (وہی ہوتی ہے جو) سچی بات ہے ""

اِس کے بعد عباس رضی اللہ عنہُ نے پوچھا "" ذرا مجھے یہ تو بتاؤ کہ تم اپنے دُشمن سے کس طرح نبرد آزما ہوتے ہو؟ ""

اِس پر عبداللہ رضی اللہ عنہُ بن عمرو بن حرام نے جواب دیا "" اللہ کی قسم، اے عباس! ہم لڑنے مرنے والے لوگ ہیں، جنگ ہماری گھٹی میں پڑی ہوئی ہے، ہم اِس میں ماہر ہو چکے ہیں کیونکہ یہ ہمیں باپ، دادا سے ورثے میں ملی ہے، ہم پہلے تیر بازی کرتے ہیں یہاں تک کہ ہمارے تیر ختم ہو جائیں پھر ہم نیزوں سے دُشمن پر جھپٹ پڑتے ہیں یہاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک کہ نیزے بھی ٹوٹ جائیں پھر ہم تلواریں کھینچ لیتے ہیں اور دُشمن سے دُو بدُو مقابلہ کرتے ہیں یہاں تک کہ ایک نہ ایک فریق ختم ہو جاتا ہے"""

عبداللہ رضی اللہ عنہُ کی باتیں سن کر عباس رضی اللہ عنہُ نے کہا"" واقعی تم جنگ آزما لوگ ہو پھر براء رضی اللہ عنہُ بن معرور جوش میں آکر کھڑے ہوگئے اور کہا"" اے عباس ! ہم نے آپ کی بات سُنی، آپ بھی ہماری یہ بات سُن لیں کہ ہم نامرد نہیں ہیں، ہم نے تلواروں کی گود میں پرورش پائی ہے، اللہ کی قسم ! ہمارے دلوں میں سے اِس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی اطاعت کریں اور اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی حفاظت کریں"""

دُوسرے انصار نے اُن کی بات کاٹ کر فرمایا"" یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) آپ بھی کچھ فرمایے"""

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے قران کریم کی چند آیات تلاوت فرمائیں اور اہلِ مدینہ کو اِسلام پر مضبوطی سے قائم رہنے کی ہدایت فرمائی اور پھر فرمایا ﴿ میں تم سے اِس بات کی بیعت لیتا ہوں کہ تم اپنی جانوں اور اہل و عیال کی مانند میری حفاظت کرو گے اور دِین کی اشاعت میں میری پوری پوری مدد کرو گے ﴾،

براء رضی اللہ عنہُ بن معرور نے عرض کیا : "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) اللہ کی قسم ! ہم آپ کی ہر طریقے سے حفاظت اور مدد کریں گے"""

ابو الہیثم رضی اللہ عنہُ بن التیہان نے بیچ میں بات کاٹ کر کہا"" یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) ہمارے اور یہود کے مابین معاہدات ہیں جو بیعت کے بعد ٹوٹ جائیں گے ایسا نہ ہو کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے رسول (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) کو غلبہ عطا فرما دے تو آپ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم میں واپس چلے جائیں"""

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے مُسکرا کر فرمایا ﴿ نہیں میرا خون تمہارا خون ہے اور میرا ذمہ تمہارا ذمہ ہے، میں تمہارا ہوں اور تم میرے ہو، تم جس سے لڑو گے میں بھی اُس سے لڑوں گا اور جس سے تمہاری صلح ہو گی میری بھی اُس سے صلح ہو گی ﴾،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اِرشادات سُن کر یہ سب نفوس قدسی بیعت کے لیے آگے بڑھے، سب سے پہلے براء رضی اللہ عنہُ بن معرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی بیعت کی، اِس موقع پر اَسعد رضی اللہ عنہُ بن زرارہ نے پکار کر کہا"" اے اہلِ یثرب ! خبردار ہو کہ تم کس چیز پر بیعت کر رہے ہو، یہ بیعت ساری دُنیا سے لڑائی لینے کے مترادف ہے، خوب جان لو کہ اِس کے نتیجہ میں ایسا وقت آسکتا ہے کہ ہمارے شُرفاء قتل ہوں، ہمارا مال برباد ہو، ہماری عِزت و ناموس خطرے میں پڑ جائے، اُس وقت ایسا نہ ہو کہ مشکلات و مصائب کے ہجوم سے گھبرا کر تم محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) کو دُشمنوں کے حوالے کر دو، اگر تم کو اپنی جانوں کا خوف ہے تو پھر اِنہیں ابھی چھوڑ دو اور صاف صاف عُذر کر دو اور اگر آخری دم تک اِن کا ساتھ دینے کی ہمت اپنے اندر پاتے ہو تو پھر اِن کا ہاتھ تھام لو"""

سب انصار نے بیک آواز کہا"" ہاں ہاں ہم سب خطرات کو دیکھ کر بیعت کر رہے ہیں""،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر انہوں نے عرض کیا''' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) اگر ہم اپنے پیمانِ وفا کو پورا کر دکھائیں تو ہمارے لیے کیا ہے ؟'''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿جنّت ﴾ ،

یہ عظیم خوشخبری سُن کر وہاں موجود سب ہی لوگوں کے دِل گویا کہ پھر سے زندہ ہوگئے ، اور اللہ کی جنّت کے شوق میں یکے بعد دیگرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے مُبارک پاکیزہ اور معصوم ہاتھ پر بیعت کرنے لگے ،

مؤرخین کا اِس بات پر اتفاق ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ بن عمرو بن حرام بھی اِنہی نیک و پاکیزہ دِلوں والے میں شامل تھے ،

اِس بیعت کو تاریخ میں بیعت لیلۃالعُقبہ ، بیعت عُقبہ ثانیہ ، بیعت عُقبہ کبیرہ مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے ، یہ بیعت تاریخِ اِسلام میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے ، اور اِس میں شامل ہونے والے مردانِ حق کا درجہ اصحابِ بدر سے بھی افضل مانا جاتا ہے ،

اور پھر اِن میں سے جو بدر میں بھی شریک ہوئے اُن کی عظمت اور رفعتِ مزید بلند ہوئی ،

اور پھر اُن میں سے جن کی جانوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں قُبول فرمایا اُن کے اللہ کے ہاں بُلند رُتبوں اور اللہ کی مہربانیوں کا انداز کون کر سکتا ہے ؟؟؟

بیعت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اہلِ مدینہ سے اِرشاد فرمایا ﴿ موسیٰ نے بنی اسرائیل میں بارہ نقیب منتخب کیے تھے ، تم بھی دینی امور کی حفاظت کے لیے اپنے بارہ نقیب (کیپٹن) منتخب کر لو ﴾ ،

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اِن حقیقی اولیاء ، سچے پکے حقیقی مؤمنین نے آپس میں اتفاق و محبت کے ساتھ ، اپنے میں سے اپنے لیے بارہ نُقباء (کیپٹنز) منتخب کر لیے ،

اُن میں سے نو قبیلہ خزرج میں سے تھے ، اور تین قبیلہ اَوس میں سے تھے ،

خزرج کے نو نُقباء میں سے ایک عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ بن عمرو بن حرام تھے ، وہ اپنے خاندان بنو سلمہ کے جو کہ بنی خزرج ہی کی ایک شاخ تھا ، نقیب بنائے گئے ،

مدینہ واپس پہنچ کر اُنہوں نے بڑی محنت اور جابکدستی سے ساتھ اِسلام کی اشاعت کی ، قبیلہ خزرج کے سردار سعد رضی بن عُبادہ اللہ عنہ ُ بھی اُن کی طرح تبلیغ میں بہت سر گرم تھے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے ایک موقع پر اُن کے بارے میں اِرشاد فرمایا ﴿ اللہ تمام انصار کو ہماری طرف سے جزائے خیر دے خصوصاً عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ بن عمرو بن حرام اور سعد بن عُبادہ (رضی اللہ عنہ ُ) کو ﴾ ،

رمضان المُبارک سن 2 ہجری میں میدانِ بدر میں حق اور باطل کا پہلا معرکہ بر پا ہوا ، تو عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ بن عمرو بن حرام اُن تین سو تیرہ محبوبانِ اللہ میں سے ایک تھے جن کو اِس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے مُبارک ساتھ کا شرف حاصل ہوا ، اور جو اپنی بے سر و سامانی کے باوجود کُفر کی خوفناک طاغوتی قوت سے جا ٹکرائے ، اُنہوں نے محض اپنی قوتِ ایمانی کے بل پر مُشرکین کو عبر تناک شکست دی اور اُنہیں سخت جانی نقصان پہنچایا ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِس کے بعد جب مُسلمانوں سے بدلہ لینے کے لیے کافروں نے پہلے سے زیادہ تیاری کر کے مُسلمانوں پر حملہ کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم مدینہ المنورہ سے باہر نکل کر لاکافروں کے اُس ابلیسی لشکر کے مقابل ہوئے، اُس وقت صرف سات سو فدائیانِ توحید رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کے ہمراہ تھے جبکہ اُس علاقے کی ""سپر پاور""کی ""سپر یونائیٹڈ الاَئنس فورس"" اپنے پاس موجود اور مروج جدید ترین اسلحہ سے لیس ہو کر تین ہزار ""یونیورسل سولجرز""کی صُورت میں سامنے تھی،

مُجاہدینِ اِسلام میں عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ بن عمرو بن حرام بھی شامل تھے، معرکہءِ جہاد سے ایک رات پہلے عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ نے اپنے نوجوان فرزند جابر رضی اللہ عنہ ُ کو بلایا اور فرمایا:::

""بیٹے میرا دل کہہ رہا ہے کہ اِس لڑائی میں مجھے سب سے پہلے شہادت نصیب ہو گی، مجھے اپنی جان مال اولاد ہر چیز سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم محبوب ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کے بعد تم سب سے بڑھ کر محبوب ہو، پس میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم گھر پر رہ کر اپنی بہنوں کی اچھی طرح خبر گیری کرنا اور مجھ پر جو قرض ہے اس کو ادا کر دینا""،

یہ وصیت عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ نے اِس لیے کی کہ اُن کی نو بیٹیاں تھیں جن میں چھ بہت چھوٹی تھیں، اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نو بہنوں کے اکلوتے بھائی تھے، اگر وہ بھی لڑائی میں شامل ہوتے تو گھر خالی ہو جاتا،

میدانِ رزم گرم ہوا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ دنیا و ما فیہا سے بے خبر ہو کر شیر کی طرح مُشرکوں پر جھپٹے اور دُور تک اُن کی صفوں کے اندر گھس گئے،

ایک مُشرک اسامۃ الاعور بن عبید نے اُن پر تاک کر حملہ کیا، عبداللہ رضی اللہ شہید ہو کر زمین پر گر گئے اور یوں اللہ عزّ و جلّ نے اُن کی دِلی تمنا پوری فرما دِی،

شیطان کے پیروکار، ابلیس کے مُرید مُشرکین نے عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ و اَرضاہ ُ کی لاش کا مُثلہ کر ڈالا،

لڑائی ختم ہوئی تو مُسلمانوں نے اُن کی میت پر کپڑا ڈال دیا، جابر رضی اللہ عنہ ُ نے اپنے والد کی میت سے کپڑا ہٹایا تو اُن کے چہرے کی حالت دیکھ کر بے اختیار رونے لگے،، بنو سلمہ اُن کو منع کرتے تھے لیکن دِل تھا کہ قابو نہ آتا اور آنسو تھے کہ تھمتے نہ تھے،

عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ بن عمرو کے بہنوئی عمرو بن الجموع رضی اللہ عنہ ُ (اِن کا ذکر ان شاء اللہ الگ سے کیا جائے گا) اور بھانجے خلاد بن عمرو رضی اللہ عنہ ُ بن الجموع بھی اس لڑائی میں مُجاہدانہ وار لڑتے ہوئے اپنی جانیں اللہ کی راہ میں نچھاور کر چکے تھے،

عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ کی بہن ہند رضی اللہ عنہا میدانِ جہاد میں پہنچیں تو شوہر، فرزند اور اپنے پیارے بھائی کو خاک و خون میں لت پت دیکھا، یہ اُن کے لیے عظیم صدمہ تھا لیکن صبر کیے ہوئے خود پر قابو کیے رکھا، مگر جب اُن کے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ کے منہ سے کپڑا ہٹایا گیا تو بھائی کے چہرے کی حالت میں دیکھ کر بے اختیار منہ سے چیخ نکل گئی اور جابر رضی اللہ عنہ ُ (اپنے بھتیجے) کے ساتھ لگ کر رونے لگیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿تم رو یا نہ رو فرشتے اپنے پروں سے عبداللہ رضی اللہ عنہُ پر سایہ کے ہوئے ہیں﴾،

عبداللہ رضی اللہ عنہُ کو اپنے بہنوئی عمر رضی اللہ عنہُ بن الجموع سے بہت محبت تھی چنانچہ عبداللہ اور عمر رضی اللہ عنہم کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا،

جابر رضی اللہ عنہُ فرماتے ہیں کہ "غزوہ احد میں میرے والد اور چچا کو ایک چادر میں کفنایا گیا،"

کہا جاتا ہے کہ ، عبداللہ رضی اللہ عنہُ بن عمرو کے چہرے پر ایک زخم تھا جِس پر اُن کا ہاتھ رکھا ہوا تھا، کسی نے اُن کا ہاتھ اُن کے چہرے سے ہٹایا تو زخم سے خون ٹپکنے لگا پھر اُن کا ہاتھ خود بخود اپنی جگہ پر پہنچا تو خون بند ہو گیا،

غزوہ اُحد کے چھ ماہ بعد جابر رضی اللہ عنہُ نے اپنے والد محترم کی لاش کو دُوسری قبر میں منتقل کر دیا اُس وقت بھی اُن کا جِسم بالکل اُسی حالت میں تھا جیسا کہ اُحد کے دِن دفن کرتے ہوئے تھا،

غزوہ اُحد کے بعد جابر رضی اللہ عنہُ سخت غمزدہ اور دلگیر تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُنہیں اُس حالت میں دیکھ کر دریافت فرمایا ﴿یا جَابِرُ مالی أَرَاکَ مُنْکَسِرًا ؟ ::: جابر تم اتنے دل گرفتہ کیوں ہو؟﴾،

جابر رضی اللہ عنہُ نے عرض کیا ""یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم والد شہید ہو گئے اور بہت سا قرض اور بچے چھوڑ گئے اُنہی کی فکر میں مبتلا ہوں""،

تو رسول اللہ سلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ﴿أَفَلَا أُبَشِّرُکَ بِمَا لَقِيَ اللَّهُ بِهِ أَبَاکَ ::: کیا میں تُمہیں خوشی کی بات نہ بتاؤں کہ کِس طرح اللہ نے تُمہارے والد سے مُلاقات کی ہے﴾،

عرض کِیا ""بے شک، کیوں نہیں اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم)""،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿ما کَلَّمَ اللَّهُ أَحَدًا قَطُّ إلا مِن وَرَاءِ حِجَابٍ وَکَلَّمَ أَبَاکَ کِفَاحًا ،

فقال یا عَبدِی تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِکَ ، قال یا رَبِّ تُحْيِينِي فَأُقْتَلُ فِيکَ ثَانِيَةً ،

فقال الرَّبُّ سُبْحَانَهُ إنه سَبَقَ مِنِّي أَنَّهُمْ إِلَيْهَا لَا يُرْجِعُونَ ،

قال یا رَبِّ فَأَبْلِغْ من وَرَائِي ، قال فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ، ﴿ولا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا في سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾

::: ترجمہ :::اللہ تعالیٰ نے ہر گز کبھی بھی کسی سے پردے کے پیچھے رہے بغیر بات نہیں فرمائی لیکن تمہارے والد سے بلاواسطہ اور بے حجاب گفتگو فرمائی، اللہ نے تمہارے والد کو اپنے سامنے بلا کر فرمایا ""اے میرے بندے ! جو تمنا ہو بیان کر""،

تُمہارے والد نے عرض کیا ""اے میرے رب مجھے پھر سے دنیا میں بھیج دیجیے تا کہ میں دوبارہ آپ کے لیے قتل کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاؤں"""،

رب سُبحانہُ نے فرمایا""" میں پہلے سے یہ فیصلہ کر چکا ہوں کہ وہ (یعنی جو دنیا سے اُٹھا لیے گئے) وہ دُنیا میں واپس نہیں جائیں گے """،

تُمہارے والد نے عرض کیا کہ """اے میرے رب میرے حال کی خبر (دُنیا میں) میرے پیچھے والوں کو پہنچا دیجیے """،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا، کہ، تو اللہ تعالیٰ نے (اپنے وعدے کے مُطابق عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ کی تمنا کی تکمیل میں) یہ آیت نازل فرمائی،

﴿جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ان کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اور (اس طرح زندہ ہیں کہ وہاں) اُن کو رزق دِیا جاتا ہے﴾، سُنن ابن ماجہ/باب 13/حدیث 190، صحیح الترغیب والترھیب/حدیث 1361 (حَسنٌ صحیحٌ)،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا یہ اِرشاد مُبارک سُن کر جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی رُوح و جاں، دِل و دِماغ خوشی و سُرور سے بھر گئے،

اور اِس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن کے باغوں کی کھجوروں میں اتنی برکت عطاء فرمائی کہ سارا قرض ادا ہونے کے بعد بھی بہت سی کھجوریں بچ گئیں، عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ کے بیٹے جابر رضی اللہ عنہ ُ کا شمار کثیر الروایت اور جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے، ان شاء اللہ ان کا ذکر الگ سے کیا جائے گا،

آج کی مثالی شخصیت، عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ بن عَمرو بن حرام کے واقعات سے ہم نے یہ سیکھا کہ :::

:::(1):::: اللہ سُبحانہ و تعالیٰ اپنے سچے اَولیاء جو کہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے بلا مشروط و بلا تاویل تابع فرمانی کرتے ہیں، اور اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں قُربان کرنے میں کوئی کمزوری نہیں دکھاتے، اُن ہی کو کرامات، یعنی بُزرگی اور اعلیٰ رُتبوں والی ایسی عِزت عطاء فرماتا ہے، جو عام معمول کے کاموں سے الگ اور جُدا ہوتی ہے، جیسا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ ُ بن عَمرو کو قیامت سے پہلے جنّت میں داخل فرمایا، اور اُن کی خواہش کی تکمیل میں وحی نازل فرمائی، اور،

:::(2):::: یہ کہ، اللہ کی راہ میں شہید ہونے والے دُنیا سے رُخصت ہوتے ہی اللہ کے ہاں ایسی زندگی پاتے ہیں جِس میں اُنہیں رزق عطاء فرمایا جاتا ہے، اور،

:::(3):::: یہ کہ، دُنیا میں موت طاری ہونے کے بعد، قیامت والے دِن دُوبارہ اُٹھائے جانے کے درمیان بھی ایسی زندگی ہے جِس میں خوشی و غم، ثواب و عذاب کا مکمل احساس واِدارک ہوتا ہے، لیکن اُس کی کیفیت کا ہمیں کوئی اندازہ نہیں،

اللہ تعالیٰ ہمارے دِلوں میں اِن مُقدس شخصیات کی مُحبت بھر دے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم اِنہیں اپنی مثالی شخصیات بنائیں اور اللہ کے اُن سچے اَولیاء کی پیروی کرنے کی ہمت عطاء فرمائے۔ والسلام علیکم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁❁❁ ابو قتادہ حارث بن ربعی انصاری رضی اللہ عنہُ واُرضاہُ ❁❁❁

کِسی انصاری جوانمرد کا شہسوارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ہونا کوئی عام بات نہیں اور پھر یہ کہ وہ شہسوار بھی لوگوں میں روشن، بلند ہمت اور نیزہ باری اور شمشیر زنی میں سب سے زیادہ مہارت رکھتا ہو،

اُس اِنسان کے لیے شہسوارِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ہونا بڑے نصیب، فضل و شرف اور عِزت و تکریم کی بات ہے جِس نے رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی نبوت کی تاریخ میں سنہری، خوشبودار اور دیدہ زیب صفحات رقم کیے،

جب مظلوموں کو اپنی حفاظت کے لیے جنگ کرنے کی اِجازت دے دِی گئی اور انہیں یہ کہا گیا کہ اللہ عزّوجلّ اُن کی مدد پر قادر ہے،

وہ خوش نصیب اِس حالت میں اپنے اللہ سے ملا کہ اُس کا چہرہ نورِ یقین اور نورِ ایمان سے روشن اور تروتازہ تھا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی بابرکت دعوت سے سرشار تھا، اُس کی شیریں، خوبصُورت اور پُر سکون سیرت نے اِنسانی مُعاشرے پر انتہائی گہرے اثرات ثبت کیے، جِس میں بہت سے نصیحت آموز واقعات اور بہادری، جوانمردی اور جِہاد کی تاریخ میں خوشگوار لمحات پائے جاتے ہیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پہلے خلیفہ بلا فصل، أمیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ُ نے، اِس بہادر، دلیر اور نڈر صحابی کو "اللہ کا شیر" لقب دے رکھا تھا،

یہ بہادر، شہسواروں کے سردار، بہادر شہسواروں کے سرخیل عالم، فاضل، مُتقی، اللہ کے سچے اصلی ولی، رسول اللہ کے حقیقی عملی مُحب صحابیءِ رسول ابو قتادہ حارث رضی اللہ عنہُ واُرضاہُ ہیں،

جن کی بہادری، دِلاوری، جاںنثاری، جانبازی اور قوت و توانائی کی تعریف رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِن اِلفاظ میں اِرشاد فرمائی:

﴿خَيْرُ فُرْسَانِنَا اَبُو قَتَادَةَ ::: ابو قتادہ ہمارا بہترین شہسوار ہے﴾،

یہ عظیم المرتبہ، بے مثال بہادری، وسیع عِلم کے حامل ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ ہیں، جو حارث بن ربعی بن بلاٰمۃ انصاری خزرجی السِلمی تھے،

جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے، ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں اکثر و بیشتر حاضر ہوتے اور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی پاکیزہ مجلسِ عظیم سے فیض حاصل کرتے،

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے عِلمی چشمے سے بقدرِ استطاعت اپنی پیاس بجھاتے،

اللہ عزّوجلّ نے اُنہیں بڑا قوی حافظہ عطاء کر رکھا تھا اور اُن کی بہادری "سبحان اللہ"، یہ اُن عظیم المرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں سے تھے، جنہیں احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم زُبانی یاد کرنے کی سعادت

 محدث لائبریری///کتاب و سُنّت ڈاٹ کام/// http://kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

حاصل ہوئی،

ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ جہاد کے میدان میں قوت و جرأت کی مثال، اور عِلم کے میدان میں حفظ و فہم کی مثال تھے، اِنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے 170 احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل فرمایا،

ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ شہسوارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے لقب سے مشہور و معروف ہیں،

اور یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح روشن ہے کہ بہادری کے مُقام و مرتبے میں اُن کا شمار صفِ اوّل میں ہوتا ہے،

ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ میدانِ جنگ میں لڑائی کے داؤ پیچ میں مہارت پیدا کرنے کی کوشش فرماتے تاکہ اللہ عزّ و جلّ کا مُقدس کلمہ بُلند ہو، جب بھی جہاد کے لیے پکارا گیا، فی الفور اُس پکار پر یہ لبیک کہتے ہوئے سے نکل پڑے،

ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ غزوہ اُحد، غزوہ بدر اور صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے، بیعتِ رضوان کرنے والوں میں بھی تھے ،ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ نے دیگر معرکوں میں بھی بھرپور حصہ لیا اور نہایت ہی قابلِ قدر اور بے مثال کارنامے سر انجام فرمائے۔

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی مُحبت کے تحت فدائیت کی راہ پر گامزن ہوتے ہوئے ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ نے اُن یہودی مجرموں کی سرکوبی کرنے اور اُن کی تنظیم و تحریک کو ختم کرنے کی مہم میں شرکت فرمائی، جو یہودی اللہ کے دِین، اور اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے خِلاف منصوبہ بندی کرتے رہتے تھے، اور حیلے بہانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی شان میں گُستاخی کیا کرتے تھے،

اُس یہودی ٹولے کا سرغنہ ابو رافع سلام بن ابی الحقیق تھا،

اُن بد بختوں کی کاروائیاں قبیلہ بنو خزرج کے ایک انصاری مُحبِ رسول کی برداشت سے باہر ہو گئیں تو اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اُس بدبخت ابو رافع کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی،

اِس سے پہلے اِسی طرح کے ایک بد بخت گستاخِ رسول یہودی کعب بن الاشراف کو بنو اُوس کے مُجاہدین نے جہنم واصل کیا تھا، (اِس واقعہ کو محمد بن مَسلمہ رضی اللہ عنہُ والے مضمون میں بیان کیا جا چکا ہے)

اُس واقعے کی وجہ سے بنو خزرج کے مجاہدین اس دفعہ خیر میں سبقت لے جانا چاہتے تھے،

اِس لیے اُنہوں نے سب سے پہلے دربارِ رسالت میں پیش ہو کر یہودی ابو رافع کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُسے قتل کرنے کی اجازت عنایت فرما دی،

پس قبیلہ خزرج کی شاخ بنو سلمہ کے پانچ فدائی مُجاہد اُس بدبخت یہودی ابو رافع کو قتل کرنے کی مہم پر نکلے،

اُن فدائی مجاہدین کے مختصر لشکر کے اُمیر عبداللہ رضی اللہ عنہُ بن عتیک تھے، مسعود رضی اللہ عنہُ بن سنان، عبداللہ رضی اللہ عنہُ بن انیس، خزاعی رضی اللہ عنہُ بن اسود اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے شہسوار ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ انصاری تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُنہیں تلقین کی تھی کہ یہ مہم سر کرنے کے دوران آپ نے کسی بچے یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورت کو قتل نہیں کرنا،

لشکرِ اِسلام کے یہ فدائی مجاہدین اپنی مہم تمام تر کامیابی اور اللہ رب العِزت کی مدد کے ساتھ مکمل کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، اور اُنہیں یہ مُبارک خبر عطاء فرمائی، کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اللہ تعالیٰ، اللہ کے دِین، اور اللہ کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دُشمن ابو رافع سلام بن ابی الحقیق کو جہنم کی طرف اِرسال کر دِیا ہے،

تو ہمارے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا چہرہ مُبارک خوشی سے چمک اُٹھا، اور اُنہوں نے فدائی مُجاہدین کے اُس گروہ کے لیے یہ خوشخبری اعلان فرمائی کہ ﴿ أَفلَحَت الوُجوہ ::: چہرے کامیاب وکامران ہوئے ﴾،

شہسواروں اور تیز دوڑنے والوں کے سردار سلمہ رضی اللہ عنہُ بن اکوع فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بنو فزارہ نے عبدالرحمٰن بن عینیہ فزاری کی قیادت میں مدینے کے مویشیوں پر یلغار کی، تو سلمہ رضی اللہ عنہُ بن اکوع نے اہلِ مدینہ کو آگاہ کرنے کے لیے آواز دی پھر اُن چوروں پر خود حملہ آور ہوئے، ان پر تیر برسانے لگے اور پتھروں کی بوچھاڑ کرنے لگے اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دیگر صحابہ کرام بھی آگئے،

اِن میں ابو قتادہُ، مقداد بن اسود، عکاشہ بن محصن اور چند دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین شامل تھے،

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ساتھ پانچ ہزار صحابہ کرام کا لشکرِ عظیم میدان میں تشریف فرما ہوا، ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ نے عبدالرحمٰن بن عینیہ پر حملہ کیا، اُسے تاک کر نیزہ مارا اور جہنم کی طرف روانہ کر دیا،

کفار عبدالرحمٰن کے قتل کے بعد دُم دبا کر بھاگ گئے، مُسلمان بنو فزارہ کو ناقابلِ فراموش سبق سکھا کر مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے، اُس دِن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم نے یہ تاریخی جملہ اِرشاد فرمایا ﴿آج ابو قتادہ ہمارا بہترین شہسوار اور سلمہ بن اکوع پیادہ، فوج کا بہترین دلاور ثابت ہوا ہے ﴾،

غزوہ غابہ میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ نے عسکری تاریخ میں ایک روشن اور چمکدار نشان ثبت کیا اور اُس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی مُبارک ومقبول دُعاء اُن کے نصیب کو مزید روشن ہو گیا،

ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ فرماتے ہیں کہ اُس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے میری طرف دیکھا تو یہ دُعاء فرمائی ﴿ اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ لَہٗ فِی شَعۡرِہٖ وَبَشَرِہٖ ::: الٰہی اس کے سراپے میں برکت عطا فرما ﴾،

مزید یہ اِرشاد فرمایا ﴿ اَفۡلَحَ وَجۡھَکَ ::: تیرا چہرہ کامیاب وکامران ہوا ﴾،

میں نے عرض کی: "" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم آپ کا چہرہ انور بھی""،

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے پوچھا ﴿ یہ آپ کے چہرے پہ کیا ہے ؟ ﴾،

میں نے عرض کی: " یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم تیر لگا ہے"،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿ میرے قریب آؤ ﴾،

میں قریب گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے میرے زخم پر اپنا لُعاب مُبارک لگایا، جِس سے نہ زخم رہا

http://kitabosunnat.com /// محدث لائبریری /// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

، نہ درد اور نہ ہی کوئی نشان ،

8 ہجری ، ماہِ شعبان میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ کو پندرہ افراد پر مشتمل ایک لشکر کا اُمیر بنا کر بنو غطفان کی طرف بھیجا گیا ، مُجاہدین اِسلام کا یہ لشکر رات کو سفر کرتا ، اور دِن کو کسی کمین گاہ میں پناہ لے لیتا ، یہاں تک کہ بنو غطفان کی مرکزی بڑی آبادی تک جا پہنچا اور اُسے گھیرے میں لے لیا ،

مُجاہدین اِسلام اپنی حکمت عملی طے کر کے دُشمن پر ٹوٹ پڑے ، مد مقابل آنے والے ہر کافر کو قتل کر دِیا گیا ، دو سو اونٹ ، دو ہزار بکریاں ، بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا ، اور کئی افراد قیدی بنا لیے گئے ،

مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصہ الگ کیا اور باقی بارہ اونٹ فی کس کے حساب سے لشکر کے ساتھیوں میں تقسیم کر دیے گئے ، اور ایک اونٹ کے بالمقابل دس بکریوں کے حساب سے ساتھیوں میں بکریاں بھی تقسیم کر دیں ،

پس ہر ایک مُجاہد کے حصے میں ایک سو بیس بکریاں آئیں ،

ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ کے حصے میں ایک حُسین و جمیل اور نوجوان کنیز بھی آئی ، لیکن ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ نے وہ کنیز اپنے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش فرما دی ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُسے خدمت گزاری کے لیے محمیہ بن جزء کو دے دیا ،

اِس واقعے سے ہمیں صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے مُحبت کی ایک اور انوکھی مثال ملی کہ وہ اپنی ہر خواہش اور لذت کو اپنے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خوشنودی کے لیے قُربان کر دیا کرتے تھے ، اور ایک دُوسرے کی قدر و منزلت پہچانتے تھے ، اور اُس کا اقرار کرتے تھے ، جِس طرح کہ خلیفہ اُول بلا فصل ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہُ و أرضاہُ نے شہسواری ، بہادری ، دِلاوری ، جانبازی اور جانثاری کے میدان میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ کے مقام و مرتبہ کو پہچانا ، اور غزوہ حنین میں انہیں اللہ کا شیر کہہ کر پکارا ،

غزوہ حنین میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ زور دار معرکے میں داخل ہو گئے ، اُس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ساتھ پہاڑ جیسی ثابت قدمی کا ثبوت ادا کیا ، یہ اُن سو افراد میں سے تھے جنہوں نے کمال درجے کے صبر کا مظاہرہ کیا ، اور اُس دِن مُشرکوں کے ایک بڑے جنگجو کو تاک کر اور اکیلے مقابلہ کرتے ہوئے جہنم واصل کر دِیا ، اور اُن کی اِس بہادری کے انعام میں اُس مُشرک کا تمام ساز و سامان ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ کو عنایت فرما دِیا ، اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ کی صداقت کی گواہی دی ،

ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ کی سیرت کی کتنی ہی خوشگوار ، دل آویز ، دلکش اور خوشبو دار ہوائیں تا قیامت چلتی رہیں گی ، ایک دفعہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ہمراہ تھے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اپنی سواری سے تھوڑے نیچے ڈھلکے تو میں نے اپنے ہاتھ سے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو سہارا دیا ، آپ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم بیدار ہو گئے ، آپ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے مجھے یہ دُعاء دی ﴿ اِلٰہی ابو قتادہ کی اِسی طرح حفاظت کر جِس طرح اِس نے آج رات میری حفاظت کی ﴾ ،

اور پھر اِرشاد فرمایا ﴿ ابو قتادہ ہم نے آپ کو مُشقت میں ڈال دیا ﴾ ،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ حدیثِ نبوی کے حافظ تھے، یہ نسیان (بھول) کے اندیشے کے پیشِ نظر زیادہ احادیث بیان نہیں کرتے تھے، ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ فرماتے تھے کہ """ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں میری زبان سے کوئی ایسا لفظ نہ نکل جائے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے نہ فرمایا ہو، کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے﴾،

ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ اُن عظیم مُجاہدین میں سے تھے جو اِسلامی فتوحات کا سبب بنے،

اور اُن جلیل القدر صحابہ کرام میں سے تھے جن پر دُوسرے خلیفہ بلا فصل عمر رضی اللہ عنہُ بھرپور اعتماد کرتے تھے، اُمیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہُ نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ کو ایک مہم پر بھیجا، جِس میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ نے اپنے فارسیوں کے ایک بڑے سردار کا خاتمہ کر دیا، اُس سردار نے اپنے پاس ایک صندوق باندھ کر رکھا ہوا تھا، وہ صندوق مُجاہدین کو مالِ غنیمت کے طور پر مِلا، اُس صندوق کی قیمت پندرہ ہزار درہم تھی، اُمیر المؤمنین خلیفہ دوئم عُمر رضی اللہ عنہُ نے ابو قتادہ کی خصوصی بہادری کے انعام کے طور پر وہ صندوق ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ کو دے دیا،

ایک مرتبہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ کا ایک شخص کے ذمے قرض تھا، آپ اُس کے پاس تقاضا کرنے کے لیے آتے تو وہ چُھپ جاتا، ایک دِن آپ تشریف لائے، ایک بچہ سامنے آیا، اُس سے پوچھا کہ وہ شخص اِس وقت کہاں ہے؟

بچے نے بتایا کہ وہ گھر میں بیٹھا شوربہ نوش کر رہا ہے، آپ نے اُسے آواز دی، باہر آؤ مجھے کسی نے بتایا ہے کہ تم یہیں گھر میں موجود ہو، یہ آواز سن کو وہ باہر آیا، آپ نے اُس سے پوچھا: """ مجھ سے چھپتے کیوں ہو؟"""،

اس نے کہا: "میں تنگ دست ہوں، میرے پاس کچھ نہیں۔"،

ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ نے فرمایا: """کیا اللہ کی قسم، تم واقعی تنگ دست ہو۔"""،

اس شخص نے کہا: """ہاں میں واقعی آج کل بڑا مجبور، لاچار، تنگ دست اور بدحال ہوں۔"""،

ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ رونے لگے اور فرمایا ﴿میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، کہ جِس نے اپنے مقروض کا قرض معاف کر دیا اسے عرشِ الٰہی کا سایہ نصیب ہو گا﴾،

ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ نے ستر برس کی عمر پائی لیکن اِس قدر تروتازہ، باوقار، خوبصُورت، دلکش اور پُر رونق دکھائی دیتے تھے جیسے یہ ابھی پندرہ سال کے نوجوان ہوں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی پاک زبان سے اُن کے لیے دُعاء نکلی تھی، جس نے اُن کا ساتھ کبھی نہ چھوڑا،

ابو قتادہ رضی اللہ عنہُ کو اللہ نے بہت رحمتوں سے نوازا تھا جن میں سے اُن کے نیک صالح اور مُجاہد بیٹے بھی تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اِس عظیم اور بہادر شہسوار کو 54 ہجری میں مدینہ منورہ میں اپنے رب اللہ جلّ وعُلا کی طرف سے حاضری کا بلاوا آ گیا، اور وہ اپنے رب کے دربار میں جا پہنچے،

اِسلام کے اِس عظیم مُجاہد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے شہسوار، اللہ کے اِس سچے اور حقیقی ولی کو قبرستان البقیع میں دفن کیا گیا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁❁❁ اَبو دُجانہ سِماک، رضی اللہ عنہُ و اَرضاہُ، بن خرشہ سعدی ❁❁❁

سترہ " 17 " رمضان المُبارک سن 2 ہجری، جمعہ کے دِن، بدر کے میدان میں حق و باطل کے درمیان معرکہ برپا ہوا، اور لڑائی کی آگ پوری شدت سے بھڑک اٹھی تو یکایک مُشرکین کی صفوں سے بنو سہم کا نامور جنگجو عاصم بن ابی عوف بن جبیرہ پُھنکارتا ہوا نکلا، یہ شخص نہایت طاقتور اور درندہ صفت تھا، اُس وقت غُصے اور جوش کی وجہ سے اُس کے مُنہ سے جھاگ نکل رہی تھی،

اور وہ نہایت مُتکبرانہ انداز میں اپنی تلوار ہلاتے ہوئے چیخ چیخ کر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے بارے میں بکواس کرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ """اے قریش والے ! اُس شخص سے ہر گز ہاتھ نہ روکنا جو قاطع رحم اور قبیلوں میں پُھوٹ ڈالنے والا ہے آج میں اُسے مار ڈالوں گا یا خود اپنی جان دے دوں گا """،

اُس کی شیطانی بکواس سن کر، اللہ کے سچے اولیاء، اور اللہ کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حقیقی سچے ، قولی اور عملی مُحب و پرستار بے تاب ہوگئے، اُن کے لیے اپنے غیض و غضب پر قابو پانا مشکل تر ہو گیا،

مجاہدین اِسلام اُس بد بخت عاصم بن ابی عوف کا خاتمہ کرنے کے لیے ایک دُوسرے پر سبقت لے جانا چاہتے تھے، اِسی اثناء مجاہدین ءِ اِسلام کی صفوں میں سے، اللہ کا ایک سچا اور حقیقی ولی، اپنے اِمام اعظم، اور قائد اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی شان میں گُستاخی کو مزید برداشت نہ کر پایا، اور صفوں میں نکل کر میدان میں آن پہنچا،

اور اِس شان سے اُس نے اپنے ماتھے پر سُرخ رنگ کے کپڑے کی ایک پٹی باندھ رکھی تھی، جو اپنی یا اپنے دُشمن کی موت تک جانبازی کے ساتھ لڑتے ہی رہنے کے عزم کی نشاندہی کر رہی تھی،

پس اِس سے پہلے کہ کوئی اُس مجاہد کے نکلنے کو سمجھ پاتا، وہ کسی برق ءِ بے تاب کی طرح بد بخت کافر عاصم بن ابی عوف پر موت بن کر جھپٹ پڑے،

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی مُحبت نے اُن کے بازوں میں ایسی قوت بھر دی کہ دیکھتے ہی دیکھتے، ایک ہی وار میں اُس کافر کا کُفر اور گندگی سے بھرا ہوا سر، اُس کے پلید جسم سے اِس طرح الگ کر دِیا کہ وہ کئی گز دور جا گرا،

اللہ کا یہ مُجاہد، اپنے دُشمن کا سر اُڑانے کے بعد، اُس کی تلوار اور زرہ وغیرہ کو اپنے قبضے میں لینے ہی والا تھا کہ معبد بن وھب الکلبی نامی ایک دُوسرا کافر نے اُس مُجاہد کو غافل جان کر، اور موقع غنیمت سمجھ کر اُس پر حملہ کر دِیا، وہ مُجاہد تھا، جنگجو، دلیر ہوشیار و چوکنا، بظاہر کِسی اور کام میں مشغول نظر آنے والا لیکن ہر طرف کا احساس رکھنے والا،

پس جیسے ہی اُس مُشرک معبد بن وھب نے حملہ کیا، یہ مُجاہد فوراً نیچے کی جھونک کھا گیا، اور اُس کافر کی تلوار ہوا میں ہی گھوم کر ناکام و نامُراد رہ گئی،

اِس کے بعد اِس مُجاہد نے اُس کافر پر حملہ کیا، اور وہ خوف زدہ ہو کر بھاگ کھڑا ہوا، خوف اور بد حواسی کا یہ عالم ہوا کہ اُس نے جان بچانے کے لیے ایک گڑھے میں چھلانگ لگا دی کہ شاید وہاں چُھپ کر بچ جائے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن، اللہ کے مُجاہدوں سے کافروں کی جان ایسے تو چُھٹتی نہیں، بچتی نہیں، پس وہ مُجاہد بھی گڑھے میں کُود پڑا، اور اِس سے پہلے کہ اُس کافر کو اپنے بچاؤ کی کوئی راہ، کوئی طریقہ سُجھائی دیتا، مُجاہد نے اُس کو دبوچ کر کِسی جانور کی طرح ذبح کر دِیا،

حق و باطل کے اِس عظیم معرکے، جِسے غزوہء بدر کہا جاتا ہے، اِس معرکے کے اِس عظیم دلیر و جانباز مُجاہد کا نام "سِماک رضی اللہ عنہُ بن خرشہ انصاری" ہے،

تاریخ میں یہ اپنے نام کی نسبت اپنی کُنیت "ابو دُجانہ" سے زیادہ معروف ہیں،

اِن کا سلسلہء نسب درج ذیل ہے:::

"ابو دُجانہ سِماک رضی اللہ عنہُ، بن خرشہ، بن لوذان، بن عبدود، بن زید، بن ثعلبہ، بن طریف، بن خزرج، بن ساعدہ، بن کعب، بن الخزرج الاکبر"،

سلسلہ نسب سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابو دُجانہ سِماک رضی اللہ عنہُ بنو خزرج کے خاندان ساعدہ سے تھے،

یہ خاندان مدینہ منورہ میں ممتاز حیثیت کا مالک تھا، رئیس الخزرج سعد رضی اللہ عنہُ بن عُبادہ بھی اِسی خاندان میں سے تھے اور ابو دُجانہ سِماک رضی اللہ عنہُ کے چچازاد بھائی تھے،

ابو دُجانہ سِماک رضی اللہ عنہُ کا شُمار مدینہ کے نامور بہادروں میں ہوتا تھا، ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف نہیں لائے تھے کہ ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ نے کچھ لوگوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی دعوت کا حال سنا،

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کے دِل کو حق قُبول کرنے کی توفیق عطاء فرمادِی، اور ابو دُجانہ دعوتء حق سُنتے ہی اللہ رب العِزت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر غائبانہ اِیمان لے آئے،

اور انصار کے سابقون الاولون میں سے ہو گئے،

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے تو ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ کی خوشی کی کوئی اِنتہا نہیں رہی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے رُخ روشن کے دیدار کے بعد، اور اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے مُحبت، شفقت اور رحمت والے رویے کو پانے کے بعد تو ابو دُجانہ بھی دیگر سب صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرح دِل و جان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے فدائی بن گئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی رفاقت، اور اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کو اپنی زندگی کا شعار بنا لیا،

ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ میدانِ رزم کے شہسوار تھے، تیغ زنی میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے جِہادی مہموں کا سلسلہ شروع فرمایا تو ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ نے تقریباً ہر معرکے میں اپنی نے خوف جرات اور نا قابل شکست بہادری کے جوھر دِکھائے،

ابو دُجانہ، سِماک رضی اللہ عنہُ کی عادت تھی کہ لڑائی کے لیے نکلتے تو اپنے سر کے گرد سرخ کپڑے کی ایک پٹی لپیٹ

http://kitabosunnat.com /// محدث لائبریری /// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیتے تھے اور ایسے دلیرانہ اور قوت مندانہ انداز میں چلتے تھے کہ دیکھنے والوں کو گویا یقین ہو جاتا کہ یہ شخص پانے دُشمن کوپیس کر ہی چھوڑے گا، اور عموماً ایسا ہی ہوتا،

ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ نے غزوہ بدر میں جس شجاعت کا مظاہرہ کیا، اُس کا ایک منظر ابھی بیان کیا گیا ہے،

مزید یہ کہ اُس دِن اِنہوں نے قریش کے چار نامور لڑاکوں، ربیعہ بن اسد، ابو مسافع اشعری، عاصم بن ابی عوف اور معبد بن وہب کلبی کو جہنم کی طرف روانہ کیا، اور بہت سے مُشرکین کو زخموں سے چُور کر کے میدان لاچار بنا ڈالا،

سن 3 ہجری میں غزوہ اُحد پیش آیا تو ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ نے اِس میدانِ جہاد میں بھی اپنی بہادری کے جھنڈے اِس طرح لہرائے کہ معرکے کے عظیم جنگجوؤں میں شُمار ہوئے،

اَنس رضی اللہ عنہُ بن مالک سے روایت ہے کہ غزوہ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے ایک تلوار اپنے دستِ مُبارک میں تھام کر اِرشاد فرمایا﴿یہ تلوار کون لے گا؟﴾،

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، بڑے اشتیاق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی جانب دیکھنے لگے،

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُن میں سے ہر ایک یہ تلوار لینا چاہتا ہے، لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ ﴿اِس کا حق کون ادا کرے گا؟﴾،

تو سب ٹھٹک سے گئے، کہ یہ معاملہ تو کچھ خاص ہے،

اِسی اثناء میں ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ فی الفور کھڑے ہوگئے اور عرض کیا" یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اِس تلوار کا حق میں ادا کروں گا۔"،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے یہ تلوار اُنہیں عطا فرمائی اور وہ اُسی سے لڑے،

زبیر رضی اللہ عنہُ سے مروی ہے کہ "اُنہوں نے بھی یہ تلوار لینے کی کوشش کی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُن سے اعراض فرمایا۔"،

جب ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ نے عرض کیا کہ میں اِس تلوار کو اِس کے حق کے ساتھ لینا چاہتا ہوں، آپ فرمایے کہ اِس کا حق کیا ہے؟

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا﴿اِس تلوار سے کسی مُسلمان کو نہ مارنا اور اِسے لے کر کسی کافر سے مت بھاگنا﴾،

اِس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے وہ تلوار ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ کو عطاء فرما دی،

ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے تلوار پانے کے بعد اپنے معمول کے مطابق سر پر سرخ رومال باندھا اور دلیر جنگجو کی فخریہ چال میں میدانِ جہاد کی طرف چلے،

اِس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا﴿اگرچہ متکبرانہ چال اللہ تعالیٰ کو ناپسند لیکن ایسے موقع پر کوئی ہرج نہیں﴾،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِس کے بعد ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ یہ شعر فرماتے ہوئے میدانِ جنگ کی طرف چلے :

اَنَا الَّذِیْ عَاھَدَنِی خَلِیْلِی وَنَحْنُ بِالسَّفْحِ لَدَی النَّخِیْلِ
اَنْ لَا اَقُوْمَ الدَّھْرِ فِی الْکُیُولِ اَضْرِبْ بِسَیْفِ اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ

ترجمہ::: ''میں وہ ہوں جس سے میرے خلیل (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) نے عہد لیا ہے، اِس حال میں کہ ہم لوگ پہاڑ کے دامن میں نخلستان کے قریب ہیں،

یہ کہ میں زندگی بھر آخری صف میں نہ کھڑا ہو گا، اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) کی تلوار سے وار کرتا ہی رہا ہوں۔''

وہ تلوار لے کر، ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ اپنی راہ میں آنے والی ہر چیز کو نابود کرنے والے طوفان کی طرح میدانِ جہاد میں داخل ہوئے، جو مُشرک اُن کے سامنے آتا اُس کے لیے خیر و عافیت نام کی کوئی چیز باقی نہ رہتی، یا تو قتل ہوتا، یا شدید زخمی ہو کر زمین بوس،

کعب رضی اللہ عنہُ بن مالک انصاری سے روایت ہے کہ میں نے غزوہ اُحد میں دیکھا کہ مُشرکین کا ایک زبردست جنگجو، سر سے پاوں تک زرہ پوش تھا اور ہر قسم کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر مُسلمانوں پر بڑھ چڑھ کر حملے کر رہا تھا اور اپنے آدمیوں سے کہہ رہا ہے کہ ان لوگوں (مُسلمانوں) کو گھیر کر بکریوں کے ریوڑ کی طرح ایک جگہ جمع کر دو، یکایک مُسلمانوں کی صفوں میں سے ایک زرہ پوش تیر کی طرح اُس پر جھپٹا،

مُشرک جنگجو اگرچہ مادی اسباب میں، اپنے قد کاٹھ، اپنی زرہ، اپنے اسلحے کے اعتبار سے مُسلمان زرہ پوش پر نمایاں برتری رکھتا تھا، لیکن کافر تھا، مُشرک تھا، اُس کے پاس اللہ اور اُس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر اِیمان کی وہ قوت نہیں تھی جو کِسی عام سے اِنسان کو بھی اللہ کی طرف سے خصوصی مدد اور زبردست قوتیں حاصل ہو جانے کا اہم ترین سبب ہوتی ہے، پس مُسلمان مجاہد اللہ کا عذاب بن کر، کِسی طوفان کی طرح، اُس کافر و مُشرک زرہ پوش کے اِرد گرد اُس کے ساتھیوں کے حصار توڑتا ہوا، آناً فاناً اُس کے سر پر جا پہنچا اور اُس کے کندھے پر تلوار کی ایسی ضرب لگائی کہ وہ کافر دو ٹکڑے ہو کر زمین پر ڈھیر ہو گیا،

اُس وقت تک میں بھی اُس مُجاہد کے پیچھے پہنچ چکا تھا، اپنے جنگجوء کو دو ٹکڑوں میں کٹا ہوا دیکھ کر اُس کے حواری بھی بھاگ لیے، اُس متکبر کافر کو جہنم کی طرف بھیجنے کے بعد، میرے اِسلام کے اُس مُجاہد نے اپنے چہرے سے آہنی خَود ہٹایا اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہا ''کعب تم دیکھ رہے ہو میں ہوں ابو دُجانہ''۔

زبیر رضی اللہ عنہُ بن العوام سے بھی تقریباً اِسی قسم کی روایت مروی ہے البتہ اُس میں اتنا اضافہ ہے کہ ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ جدال و قتال کرتے کرتے مُشرکینِ قریش کی اُن عورتوں تک پہنچ گئے جو ایک چٹان پر بیٹھی تھیں اور ہند بنت عتبہ کی سر کردگی میں یہ شعر پڑھ پڑھ کر اپنے مردوں کو جنگ پر اُبھار رہی تھیں،

نَحنُ بِنَاتُ طَارِق نَمْشِیْ عَلَی النَّمَارِق
والمِسکُ فی المَفارِق اِنْ تُقْبِلُوا نُعَانِق

 http://kitabosunnat.com /// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام /// محدث لائبریری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أَوْ تُدْبِرُوا نُفَارِقْ فِرَاقَ غَيْرِ وَامِقْ

ترجمہ ::: "ہم ستاروں کی بیٹیاں ہیں، ہم گدوں پر چلتی ہیں،
ہمارے سر کی مانگیں مُشک آلود ہیں اگر تم دُشمن سے مقابلہ کرو گے، تو ہم تم سے مُعانقہ کریں گی،
اور اگر تم نے دُشمن کو پیٹھ دکھادی تو ہم تمہیں اِس طرح چھوڑ دیں گی، جیسے اجنبی کو"

ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ نے زنانہ فنکاروں کے اُس گروہ کی سر براہ، اُستادہ، میڈم، بڑی بی بی، ہند بنت عُتبہ کی گردن کے قریب تان لی، وہ چیخنے لگی، مدد کے لیے پکارنے لگی، لیکن کِسی نے اُس کی چیخ وپکار کی طرف توجہ نہ دی، اور نہ ہی کوئی اُس کا مُشکل کُشا بن سکا،

یہ دیکھ کر ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ نے وہ تلوار اُس کی گردن سے دُور کر لی، اور وہاں سے واپس ہو گئے،

زبیر رضی اللہ عنہُ فرماتے ہیں کہ، اِس واقعے کے بعد جب ابو دُجانہ (رضی اللہ عنہُ) سے میری مُلاقات ہوئی تو میں نے اُن سے کہا "تم نے اُس گویّا عورت کے ساتھ جو کچھ کیا میں نے سب دیکھا، مجھے سب اچھا لگا، سوائے اِس کے کہ تم نے اُسے قتل نہیں کیا"،

تواُنہوں نے جواب دیا: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تلوار کی عِزت کی، پس مجھے یہ گوارہ نہ ہوا کہ میں اُس تلوار سے ایک عورت کو قتل کروں اور عورت بھی وہ کہ جِس کی پکار پر کوئی اُس کی مدد کے لیے نہیں پہنچا (اگر کوئی مددگار آجاتا تو اُس کا قلع قمع کر دیتا)"،

اِسکے بعد جب ایک اتفاقی غلطی سے لڑائی کا پانسہ پلٹ گیا تو ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ چند دُوسرے ثابت قدم مہاجرین اور انصار کے ساتھ کوہِ گراں بن کر ذات رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اور دُشمن کے درمیان حائل ہو گئے،
وہ شروع سے اخیر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ڈھال بنے رہے،

بنو غنیم کے جو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف بڑھتے، ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ کی تلوار شیطان کے اُن مریدوں کے لیے اللہ کا عذاب بن جاتی، اور وہ لوگ دُم دبا کر بھاگ جاتے،

ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ، اپنے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے زخم پر زخم کھاتے رہے، لیکن کِسی دُشمن کو اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے قریب نہ آنے دِیا،

جب مُشرکین پسپا ہو گئے تو ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ کی یہ حالت تھی کہ جِسم کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جو زخمی نہ ہوا ہو،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اُن کی شجاعت اور استقامت سے بہت مسرور ہوئے اور اِرشاد فرمایا ﴿ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ خوب لڑے﴾،

بدر و اُحد کے بعد دُوسرے تمام غزواتِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم میں بھی ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ نے بے مثال شجاعت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی جانثاری کا حق ادا کیا،

غزوہ بنو نضیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے خود اپنے مال سے ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ کو حصہ دیا، اور اُن کی جائداد "مال ابن خرشہ" کے نام سے مشہور ہوئی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سن 11 ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے رحلت فرمائی تو دیگر سب صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ پر بھی دُکھ اور غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے، لیکن اُنہوں نے بھی ، اپنے محبوب قائد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے فِراق میں اپنی دِینی ذمہ داریوں سے رُو گردانی نہیں کی، اور اپنے اللہ کی رضا کے لیے ، اللہ کے دِین کی سر بلندی کے لیے جِہاد کے میدانوں میں اپنی جان اور مال لے کر آگے آگے ہی رہے ،

پہلے خلیفہ بلا فصل ، أمیر المؤمنین ، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ُ وأرضاہُ کی خِلافت راشدہ میں مُسلیمہ کذاب کے خِلاف جہاد کیا گیا، جو معرکہ ءیمامہ کے نام سے بھی پہچانا جاتا ہے، ابو دُجانہ رضی اللہ عنہُ نے اِس جِہاد میں بھی شرکت کی ، اور ہمیشہ کی طرح مُسلمانوں کی فتح و نصرت کے اسباب میں سے ہوئے ،

لڑائی میں ایک ایسا موقع آیا کہ مُسلمانوں کے دباؤ سے مجبور ہو کر مُسلیمہ کذاب اپنے باغ کے اندر چلا گیا اور اس کی چار دیواری کی آڑ لے کر مُسلمانوں پر تیر برسانے لگا ،

مُسلمان باغ میں گھسنے کی بہت کوشش کرتے رہے لیکن تیروں کی بے پناہ بارش سے پیچھے ہٹ آتے تھے ،

آخر ابو دُجانہ رضی اللہ عنہ مردانہ وار آگے بڑھے اور دیوار پھاند کر باغ کے اندر کود گئے، پاوں کی ہڈی ٹوٹ گئی لیکن ہمت و جرأت پہلے سے بھی زیادہ قوی ہو گئی ، اپنے جانباز فدائی مہم (Cuside Comando Mission) میں کوئی کمی نہیں آنے دِی ،

ٹوٹی ہوئی ہڈی والے پاؤں کو گھسیٹتے اور دُشمن کو مارتے کاٹتے باغ کے پھاٹک تک جا پہنچے ، اتنے میں براء بن مالک رضی اللہ عنہ ُ بھی اپنے ایک مخصوص جانباز فدائی عمل (Cuside Comando Action) کے ذریعے دیوار پھاند کر پھاٹک تک پہنچ گئے اور اُسے کھول دیا، مجاہدینِ اِسلام باہر منتظر تھے، فوراً اندر گھسے اور ابلیس کے مُریدوں کو اپنی تلواروں کے واروں کا چڑھاوا چڑھانے لگ گئے ،

ابو دُجانہ رضی اللہ عنہ ُ دُشمنِ اِسلام مُسلیمہ کذاب کو مارنے کی تاک میں تھے، کہ کافروں کے ایک گروہ نے یکجا ہو کر ، چاروں طرف سے اِن پر مشترکہ حملہ کر دِیا، اور اندھا دھند اپنی برچھیوں اور تلواروں کے وار کرتے چلے گئے ،

اللہ کے اِس سچے ولی نے ، اپنے رب کے دِین کی کامیابی اور اپنے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی عِزت اور صداقت کے لیے چاروں ہی طرف لڑائی کی ، اور کرتے رہے ، یہاں تک اُن کے رب اللہ جلّ جلالہُ نے اُنہیں اپنی جنّتوں کی طرف بلا لیا،

ابو دُجانہ رضی اللہ عنہ ُ نے اپنے اللہ کا جو قُرب پانے کے لیے اپنی ساری زندگی جِہاد کے میدانوں میں گذاری ، اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ نے وہ اِس جِہادِ یمامہ میں عطاء فرما دِیا، رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ ،

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اُس کے اِن سچے اور حقیقی اولیاء کو ہمارا آئیڈیل بنانے کی اور اُن کی راہ پر چلنے کی ہمت عطاء فرمائے، اور اُس کے خلیل محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا سچا، حقیقی اور عملی محب بننے کی جرأت عطاء فرمائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❁ تمیم الداری، خیر اہل ُالمدینہ، رضی اللہ عنہ ُ و اُرضاہ ُ، بن اوس الداری ❁

رحمتِ عالم، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اللہ کے دِین کے نفاذ کے لیے، اپنے آبائی وطن مکہ المکرمہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ (جو اُس وقت یثرب کہلاتا تھا) میں جلوہ افروز ہوئے، تو تین ہزار سال پرانے، لیکن، گمنام، اور غیر معروف شہر کی قسمت جاگ اُٹھی، اِس کے در و دیوار انوارِ رسالت سے جگمگا اُٹھے، کُفر و شرک، جہالت، دُشمنیوں، عداوتوں، اور قبائلی تعصّبات کے گھٹا ٹوپ اندھیرے، اِیمان، عِلم و عِرفان، دوستی، مُحبت اور بھائی چارے، کی معطر اور مطہر روشنیوں میں بدل گئے،

مدینہ منورہ میں نزولِ اجلال کے کچھ دن کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِس مقدس شہر میں اللہ تعالیٰ کا گھر بنانے کا ارادہ فرمایا،

اِس مقصد کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اپنے میزبان ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ُ کے گھر کے سامنے زمین کے ایک ٹکڑے کو منتخب فرمایا، اُس زمین کے مالک بنو نجار کے دو یتیم بچے سہل رضی اللہ عنہ ُ اور سہیل رضی اللہ عنہ ُ تھے،

اُن سعادت مند بچوں اور اُن کی والدہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی "یا رسول اللہ، ہم یہ زمین حق تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے آپ کی نذر کرتے ہیں"،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اُن کے اِس جذبہء خیر سے بہت خوش ہوئے، اور اُن کے لیے دُعائے خیر فرماتے ہوئے اِرشاد فرمایا "اللہ رب العزت تمہیں جزائے خیر دے، میں یہ زمین بلا قیمت نہیں لوں گا"،

اِس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُنہیں پونے چار تولے سونا اُس زمین کی قیمت کے طور پر ادا فرمایا،

اور وہ زمین ہموار کر کے مسجد کی تعمیر کا آغاز کر دیا،

تعمیر کے دوران میں تاریخِ اِنسانی کے عجیب ترین، لیکن عظیم ترین واقعات میں سے ایک واقعہ رُونما ہوا، اور وہ یہ کہ معماروں اور مزدوروں میں صحابہ کرام (انصار و مہاجرین رضی اللہ عنہم اجمعین) کے ساتھ ساتھ، اُن کے قائد، لیڈر، سربراہِ اعلیٰ، اللہ عزّ و جلّ کے بعد سب سے زیادہ مُقدس اور عِزت والی ہستی، اللہ کی مخلوق میں سے سے زیادہ بُلند رُتبے، اور سب سے زیادہ خیر والی ہستی، اللہ کے نبیوں اور رسولوں کے سردار محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم بھی پتھر اور گارا اُٹھانے میں شامل رہے، اور زُبانِ مُبارک سے یہ اِرشاد فرماتے رہے کہ :::

﴿ اللَّهُمَّ إِنَّهُ لاَ خَيْرَ إِلاَّ خَيْرُ الآخِرَة فَانْصُرِ الأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَة ﴾،

﴿ اے اللہ تعالیٰ اجر تو بس آخرت کا اجر ہے پس تُو انصار اور مہاجرین کی مدد فرما ﴾،

[[[کچھ روایات میں """ فَانْصُرِ """ کی جگہ دُوسرے اِلفاظ ہیں]]]،

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین، اپنے محبوب قائدِ اعظم، اور اِمامِ اعظم، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے بار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

بار درخواست کرتے کہ وہ خُود اِن کاموں میں شامل نہ ہوں، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم مُسکرا کر برابر کام کیے جاتے تھے،

سید الانام صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو پسینے میں شرابور اور گرد و غبار میں اَٹا ہوا دیکھ کر صحابہء کرام رضی اللہ عنہم کے دِلوں پر چھریاں چل رہی تھیں، لیکن مجبور تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو اِس حال میں دیکھ کر وہ دوچند جوش کے ساتھ یہ رجز پڑھتے ہوئے تعمیرِ مسجد میں مشغول ہو جاتے تھے۔

لَئِنْ قَعِدنَا وَالرَّسُولُ يَعمَلُ   لَذَالِكَ فَالعَملُ المُضَلَّلُ

"اگر ہم بیٹھ جائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کام کرتے رہیں تو یہ سخت گمراہی کی حرکت ہو گی"۔

اِسی طرح اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ کی مُحبت میں کی گئی شدید محنت و مُشقت سے کچھ مہینوں میں ہی دُنیا کی دُوسری مُقدس ترین مسجد تعمیر ہو گئی، اللہ تعالیٰ کا دُوسرا حرم تعمیر ہو گیا، جسے مسجدء رسول اللہ کہا جاتا ہے، مسجد نبوی کہا جاتا ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم چاہتے، تو صحابہ رضی اللہ عنہیم اجمعین کو حکم فرما کر، اِس مسجد م کو اُس وقت میسر ہر قِسم کی آرائش وزیبائش سے آراستہ فرما سکتے تھے، لیکن اُنہوں نے یہ مسجد ہر قسم کے تکلفات سے خالی اور انتہائی سادگی والی تعمیر فرمائی،

کچی اینٹوں اور ناتراشیدہ پتھروں کی دیواریں، خرما کی لکڑی کے ستون، کھجور کے پتوں کی چھت، اور زمین پر سنگریزوں کا فرش، یہ مسجد بہت سادہ سی تھی، اور ایک عام معمولی سی عمارت لگتی تھی، لیکن اِسے جن پاکیزہ قلوب اور تقوے والے دِلوں کے حامل شخصیات نے تعمیر کیا اور جن عظیم المرتبہ ہستیوں کے سجدوں سے یہ آباد ہوئی، اُن کی عظمتوں کے سامنے دُنیا کی ہر عمارت، ہر مُقام ہر رتبہ کم تر تھا،

::: مسجدوں کی تعمیر و توسیع کے انداز کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا حکم :::

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِس قدر سادگی سے یہ مسجد تعمیر فرما کر اُمت کو عملی طور پر یہ تربیت دی کہ مسجدوں کو سادہ رکھنا ہے،

اور بعد میں اپنی زُبانی تعلیمات میں بھی مسجدوں کو آرائش وزیبائش اور طرح طرح کی رنگوں والی بنانے سے منع فرما دِیا،

جیسا کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿مَا أُمِرْتُ بِتَشْيِيدِ الْمَسَاجِدِ::: مجھے مساجد کو (لمبے لمبے ستونوں والی اور) اونچا کر کے بنانے کا حکم نہیں دیا گیا﴾،

اور راوی حدیث عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہُ کا فرمان ہے ((((لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى ::: تُم لوگ مساجد کو ضرور اُسی طرح نقش و نگار (اور دیگر آرائش) سے مُزین کرو گے جیسا کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے کیا)))) سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب، 12 باب فی بِناء المساجد، اور امام البخاری رحمہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ نے اپنی صحیح میں اس قول کو تعلیقاً ذکر فرمایا ہے،

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اِس قول میں لفظ """تشييد """ کی مزید تشریح بھی میسر ہوتی ہے کہ اِس حدیث شریف میں اِس لفظ کو صرف اِس کے عام لغوی مفہوم میں ہی اِستعمال نہیں کیا گیا،

اِس کا ایک اور ثبوت، اِن شاء اللہ ابھی ذِکر کرتا ہوں،

پہلے تو بطور اضافی فائدہ یہ بھی بتاتا چلوں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی حدیث رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے حکم میں ہے، ایسی روایات کو """فی حُکمِ الرفع""" کہا جاتا ہے، یعنی سنداً تو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم تک نہیں پہنچتی لیکن کیونکہ امور غیبی میں سے ہے جو صرف اللہ جانتا ہے یا جس کی جتنی خبر اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو دی وہ جانتے تھے، پس کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایسی بات اگر سنداً صحیح ہو تو وہ اُسے """موقوفٌ علی صحابي فی حُکم الرفع""" مانا جاتا ہے،

اب دیکھیے کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے اِس فرمان مُبارک سے کیا سمجھا تھا، اور اِس پر کیسے عمل کرتے رہے،

دُوسرے بلا فصل خلیفہ أمیر المؤمنین عُمر رضی اللہ عنہُ وأرضاہُ نے مسجد نبوی کی توسیع کرواتے ہوئے معمار کو حکم دیا کہ (((((أَكِنَّ النَّاسَ مِنَ الْمَطَرِ ، وَإِيَّاكَ أَنْ تُحَمِّرَ أَوْ تُصَفِّرَ ، فَتَفْتِنَ النَّاسَ::: لوگوں کو بارش (وغیرہ) سے بچانا (ہے) اور خبردار تم اِسے سرخ پیلا کر کے لوگوں کو فتنہ میں مبتلا نہ کرنا))))) صحیح البُخاری /کتاب المساجد/ابواب المساجد/باب 29،

غور فرمایے، قارئین کرام، کہ دُوسرے بلا فصل خلیفہ أمیر المؤمنین نے کِس قدر صراحت کے ساتھ یہ حکم دِیا کہ مسجد کی عمارت سادگی کے ساتھ تعمیر کرو، تعمیر کا انداز ایسا ہو کہ لوگ موسم کی شدت سے محفوظ رہ سکیں، مسجد کو سجانا نہیں، رنگ برنگ نہیں کرنا، ایسا کرنا عبادت گذاروں کی عِبادت میں خلل کا سبب ہوتا ہے، اور اگر تُم نے ایسا کیا تو اُس خلل کا سبب تم ہو گے،

اس کے علاوہ صحیح احادیث میں مساجد کے بارے میں ایسے کاموں کی ممانعت اور مذمت بھی موجود ہے جو آج کل مسلمانوں کی اکثریت کرتی ہے،

پس اگر مسلمانوں کی اکثریت ایسے کاموں کا شکار ہو چکی ہے تو یہ اُن کاموں کی درستگی کی دلیل نہیں، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے فرامین اور احکام وہ کام کرنے والوں کی غلطی کی یقینی دلیل ہیں،

مساجد کی تعمیر کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا حکم اور عمل دونوں بہت واضح ہیں، اِدھر اُدھر کی تاویلات کی کوئی گنجائش نہیں،

جی مسجد کے اندر، نمازیوں اور عِبادت کرنے والوں کی ضرورت کے مُطابق کِسی جائز چیز کو ضرورت کی حد تک اِستعمال کرنے کی اِجازت بھی ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی عطاء کردہ تعلیم و تربیت میں مُیسر ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملاحظہ فرمایے کہ ،
سالہاسال تک مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم میں روزِاوّل سی سادگی قائم رہی، یہاں تک کہ رات کو روشنی کا بھی کوئی اہتمام نہیں تھا اور لوگ چاند یا تاروں کی روشنی میں نماز پڑھتے تھے البتہ کبھی کبھی صحابہ کرام کھجور کی شاخوں میں مشعلیں جلا کر لے آتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اُنہیں منع نہیں فرمایا،
پھر، سن 9 ہجری میں ایک رات یُوں ہوا کہ رحمت العالمین محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم مسجد میں نماز کے لیے تشریف لائے تو دیکھا کہ مسجد میں جگہ جگہ قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں، جِن کی روشنی سے مسجد منور ہو رہی ہے،
مسجد شریف کو اِس طرح روشن و منور دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے چہرہء مُبارک پر بشاشت پھیل گئی، اور اُنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے دریافت فرمایا ﴿آج مسجد میں روشنی کس نے کی ہے ؟﴾،
صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک نہایت پاکیزہ صُورت اور خوش پوش صاحب کی طرف اشارہ کیا،
رحمت العالمین صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُن صاحب کے اِس کام پر پھر بہت خوشی کا اِظہار فرمایا اور اُن کے لیے دُعاء فرمائی ، اور یہ بھی اِرشاد فرمایا کہ ﴿اگر میری کوئی غیر شادی شدہ لڑکی ہوتی تو میں اُس کا نکاح اِس شخص سے کر دیتا جس نے مسجد کو روشن کیا﴾،
اُس وقت مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے چچازاد بھائی نوفل رضی اللہ عنہُ بن حارث بن عبد المطلب بھی موجود تھے، انہوں نے فوراً عرض کیا " یا رسول اللہ میری بیوہ لڑکی اُم المغیرہ موجود ہے اگر آپ چاہیں تو اُس کا نکاح اِن صاحب سے فرما دیجیے "،
رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے اُن کی تجویز منظور فرمالی اور اُسی مجلس میں اُن صاحب سے اُم المغیرہ کا نکاح فرما دِیا،
قارئین کرام ، ذرا غور فرمایے، کہ مُسلمانوں میں نکاح کرنے کے لیے کِس قدر سادگی کی تربیت دی گئی ہے، اور اپنے لیے، اپنوں کے لیے شریکِ حیات اختیار کرنے کے کیا معیار سِکھائے گئے ہیں ???
یہ صاحب جنہوں نے سب سے پہلے مسجد نبوی شریف، علی صاحبہ افضل الصلاۃ والتسلیم میں باقاعدہ روشنی کا اہتمام کیا اور جِن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اِس قدر خوش ہوئے کہ نہ صرف اُنہیں اپنی دُعاؤں سے نوازا بلکہ اپنی بھتیجی کا نکاح بھی اُن سے کر دیا " تمیم رضی اللہ عنہُ بن اوس داری " تھے،
تمیم رضی اللہ عنہُ کے والد کا نام اوس تھا اور دادا کا نام خارجہ تھا اور یہ قبیلہ الخم کے چشم وچراغ تھے، اِن کے اجداد میں سے ایک مقتدر شخص کا نام دار تھا جس کی وجہ سے وہ داری مشہور ہوئے،
اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمیم رضی اللہ عنہُ کو نیک اور نفیس فطرت سے نوازا تھا،
تمیم الداری رضی اللہ عنہُ نے سن 9 ہجری میں مدینہ تشریف لائے اور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اِسلام قُبول کرنے کی سعادت حاصل کی،
دیر سے اِسلام قُبول کرنے کے باوجود اُن کا شمار بڑے عظیم المرتبت اور جلیل القدر صحابہ میں ہوتا ہے، جب اُنہوں

 محدث لائبریری /// کتاب وسُنّت ڈاٹ کام /// http://kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

نے اِسلام قُبول کیا تو اس وقت غزوہ تبوک کے سوا سب غزواتِ نبوی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم گزر چکے تھے، لہٰذا اُنہوں نے اپنی جان اور مال کے ساتھ اِس غزوہ میں شرکت فرمائی،

اور قُبول اِسلام سے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے وصال تک تمیم رضی اللہ عنہُ نے صحبتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے خوب خوب استفادہ کیا اور قرانِ حکیم کے علماء میں شامل ہونے لگے،

تمیم رضی اللہ عنہُ نہ صرف عہدِ رسالت بلکہ صدیقِ اکبر، عمر فاروق اور عثمان غنی کے پورے دورِ خلافت میں بھی مدینہ منورہ ہی میں مقیم رہے، عثمان رضی اللہ عنہُ کی شہادت کے بعد مُسلمانوں میں خانہ جنگی کا آغاز ہوا تو اِنہوں نے اِس سے بچنے کے لیے دل پر پتھر رکھ کر دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو الوداع کہا اور اپنے وطن شام چلے گئے،

شام میں اِنہوں نے اپنی زندگی کے آخری سال گوشہ نشینی میں گزارے،

اِن کے شب و روز عبادتِ الٰہی میں گزرتے تھے اور طرزِ معاشرت نہایت سادہ اور متوکلانہ تھا،

تمیم رضی اللہ عنہُ نے سن 40 ہجری میں سفرِ آخرت اختیار کیا اور جبرون نامی ایک گاؤں میں دفن کیے گئے، اِن کی اولاد میں بیٹا کوئی نہ تھا صرف ایک بیٹی رقیہ تھی، اُسی کی نسبت سے اِن کی کنیت ابو رقیہ تھی،

تمیم رضی اللہ عنہُ کا شمار ان فاضل صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے جو اپنے زہد و ورع، اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم، خشیتِ اِلٰہی، عبادت و ریاضت اور شغفِ قران کے لحاظ سے مثالی حیثیت رکھتے تھے،

چونکہ وہ عہدِ رسالت کے آخر میں اِسلام لائے، اِس لیے اِن سے بہت کم حدیثیں مروی ہیں،

اللہ اُنہیں بھی جنّت الفردوس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا، اور اپنے دیگر ساتھیوں کا ساتھ عطاء فرمائے، اور ہمیں بھی اِن سب کا ساتھ عطاء فرمائے۔

عُکاشہ، رضی اللہ عنہُ و اَرضاہُ، بن مِحصن اَسدی

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے اور اللہ کی طرف سے اُنہیں قیامت کے جو مناظر دِکھائے گئے تھے اُن کا ذِکر فرمانے لگے، اور اِرشاد فرمایا کہ ﴿مجھے دونوں طرف نظر کرنے کا کہا گیا تو میں نے اُفق تک (لوگوں کے سروں کی) سیاہی پھیلی ہوئی دیکھی مجھے بتایا گیا کہ یہ میری اُمت کے لوگ ہیں اور اُن کے ساتھ ستر ہزار ایسے بھی ہیں جو کسی حِساب کے بغیر جنّت میں داخل کیے جائیں گے﴾،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا اِرشاد سُن کر حاضرین میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہُ و اَرضاہ نے بڑے اشتیاق اور سادگی کے ساتھ عرض کیا """"اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) کیا میں ان میں سے ہوں ؟"""" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿اَنتَ مِنھُم ::: تُم ان میں سے ہو﴾،

اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے عرض کیا """"آپ میرے لیے دعا کیجیے کہ اللہ مجھے اُن میں سے کر دے""""،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے دُعاء فرمائی ﴿اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ::: اے اللہ اِسے اُن میں سے بنا دے﴾،

اللہ کا یہ انعام واکرام پا کر اللہ کے اِس سچے اور حقیقی ولی کی زبان پر کوئی نعرہ آیا، نہ کوئی رقص و سُرود کی کیفیت طاری ہوئی، نہ کوئی وجدان نازل ہوا، بلکہ اُس کی زبان پر اللہ کی تعریف، شکر، اور واحدانیت کے اقرار جاری ہوئے،

محفل میں موجود ایک اور صحابی رضی اللہ عنہُ کے دل میں بھی یہ سعادت حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا، تو عرض کیا """" یارسول اللہ میرے بارے میں بھی (یہی دعا فرما دیجیے) """"

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ::: یعنی عکاشہ تم پر سبقت لے گیا﴾،

صحیح البخاری/حدیث 5378/کتاب الطب/باب 17، صحیح مُسلم/حدیث 220/کتاب الایمان/باب 94،

(((اس حدیث شریف کے مکمل متن میں عقیدے سے متعلق اور بھی کئی اہم بنیادی احکام موجود ہیں لیکن اپنے موضوع تک محدود رہنے کے لیے اُن کا ذکر نہیں کر رہا ہوں)))

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے یہ اِلفاظ مُبارک ﴿سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ::: یعنی عکاشہ تم پر سبقت لے گیا﴾ "ضرب المثل یعنی کہاوت" کی صُورت اختیار کر گئے، کہ جب کوئی شخص کسی کام میں پہل کر جاتا تو لوگ کہتے """" فلاں عُکاشہ کی طرح سبقت لے گیا """"،

بغیر حساب کتاب جنّت میں داخل ہونے کی بشارت پانے میں دُوسروں پر سبقت لے جانے والے یہ عُکاشہ رضی اللہ عنہُ، محصن بن حرثان کے لختِ جگر تھے اور بنو أسد بن خزیمہ کی شاخ بنی غنم بن دودان کے چشم وچراغ تھے، سلسلہ نسب یہ ہے:

"عُکاشہ رضی اللہ عنہُ بن محصن بن حرثان بن قیس بن مرۃ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ،"

یہ قبیلہ ایامِ جاہلیت میں بنو عبد شمس کا حلیف تھا، عُکاشہ رضی اللہ عنہُ کی کُنیت ابو محصن تھی اور اُنہوں نے اُس وقت اللہ کا دِین اختیار فرمایا تھا، جب چہار سُو اُس دِین کی شدید مُخالفت تھی، ہم نواء نہ ہونے کے برابر تھے، گویا کہ ننگی اور تیز دھار تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف تھا،

اللہ عزّ وجلّ کی رحمتِ خاص اِن پر بھی ہوئی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِنہیں بھی سابقون الاولون کی مقدس جماعت میں شامل ہونے کی عظیم سعادت عطاء فرمائی،

جب قریش کے کافر مُشرکین کے مظالم انتہا کو پہنچ گئے تو عُکاشہ رضی اللہ عنہُ کے قبیلے کے بہت سے لوگ (جو اِسلام قُبول کر چکے تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے فرمان پر حبشہ ہجرت کر گئے، لیکن عُکاشہ رضی اللہ عنہُ اپنے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی رفاقت کا حوصلہ نہ کر پائے، اور ہجرتِ مدینہ منورہ تک مکہ مکرمہ ہی میں مقیم رہے اور مردانہ وار راہِ حق میں کُفار کے ظلم وستم سہتے رہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب رحمتِ عالمین محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، تو عُکاشہ رضی اللہ عنہُ بھی دُوسرے مُحبانِ رسول کے ساتھ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ پہنچ گئے،

مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد یہ بھی اپنے دُوسرے بھائیوں کی طرح اپنی زندگی میں اللہ جلّ جلالہُ کے دِین اور اُس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی نُصرت کے لیے میدانِ جِہاد میں بھی اپنی جان و مال پیش کرتے رہے،

رجب 2 ہجری میں "سریہ عبداللہ بن جحش" میں شریک ہوئے، اِس سریہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہُ کو دس یا بارہ صحابہ پر امیر مقرر فرمایا اور ایک خط عطاء فرما کر حکم فرمایا کہ اِس خط کو دو دِن بعد کھولنا،

دو دِن کے بعد عبداللہ رضی اللہ عنہُ نے خط کھولا تو اُس میں لکھا تھا ﴿"نخلہ" (مکہ اور طائف کے درمیان) ٹھہر کر قریش کے اِرادوں کا پتہ لگاؤ، اور ہمیں مطلع کرو﴾،

عبداللہ رضی اللہ عنہُ نے اِس خط کے مضمون سے اپنے ساتھیوں کو آگاہ کر کے فرمایا کہ """ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے فرمان کو پورا کر کے رہوں گا، جسے راہِ حق میں جان قربان کرنے میں کوئی عار نہ ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جس کی مرضی نہ ہو وہ بخوشی واپس چلا جائے """،

سب کے سب ساتھیوں نے، (جن میں عُکاشہ رضی اللہ عنہُ بھی شامل تھے) یک زبان ہو کر کہا کہ """ہم آپ کا ساتھ دیں گے"""،

چنانچہ اِس مختصر سے جِہادی لشکر نے وہاں سے چل کر نخلہ میں قیام کیا، اِتفاق سے قریش کا ایک کاروانِ تجارت مُسلمانوں کے پڑاؤ کے قریب ہی آ کر رُکا، اُنہوں نے مُسلمانوں کو دیکھا تو ڈرے، مگر پھر عُکاشہ رضی اللہ عنہُ جنہوں نے سر منڈوا رکھا تھا، پہاڑ سے اُن کے سامنے برآمد ہوئے تو وہ یہ سمجھ کر بے فکر ہو گئے کہ یہ عمرہ کرنے والے لوگ ہیں ان سے کوئی خطرہ نہیں،

اُدھر مُسلمانوں نے باہمی مشورہ کے بعد طے کیا کہ اِس قافلے کو بچ کر نہیں جانا چاہیے، مُسلمانوں کا خیال تھا کہ یہ جمادی الآخرہ کا آخری دِن ہے، لیکن فی الحقیقت ماہِ رجب شروع ہو چکا تھا جس میں اُس وقت تک جدال و قتال کی ممانعت تھی،

مُسلمانوں نے غلط فہمی سے مُشرکینِ قریش سے لڑائی چھیڑ دی، ایک مجاہد نے سالارِ قافلہ "عمر بن حضرمی" کو تیر مار کر ہلاک کر دیا اور "حکم بن کیسان" اور "عثمان بن عبداللہ مخزومی" کو گرفتار کر لیا، قافلہ کے باقی آدمی بھاگ گئے، مُسلمانوں کو بہت مالِ غنیمت ہاتھ آیا، عبداللہ رضی اللہ عنہُ نے اُس مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ علیحدہ کر کے باقی سب شرکائے سریّہ میں بحصہء مساوی تقسیم کر دیا، عبداللہ رضی اللہ عنہُ مالِ غنیمت اور قیدی لے کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿کیا میں نے حرمت والے مہینے میں تمہیں لڑائی سے منع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں کیا تھا﴾،

عبداللہ رضی اللہ عنہُ اور اُن کے ساتھیوں نے عُذر پیش کیا کہ ہم سے مہینوں کا حساب لگانے میں غلطی ہو گئی، ہمارا خیال تھا کہ لڑائی کے دن جمادی الآخرۃ کی آخری تاریخ ہے،

اِس واقعے کی وجہ سے مُشرکینِ مکہ اور یہود نے بھی مُسلمانوں کو طعنے دینے شروع کر دیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اور اُن کے ساتھیوں نے ماہِ حرام کو حلال کر لیا ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے مالِ غنیمت میں تصرف کرنے پر رضا مندی نہ فرمائی، اِس سریّہ یعنی جنگی مہم میں شامل سب صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے اِس کام پر سخت نادم ہوئے، اور اللہ کے حضور رو رو کر اپنی بخشش کی دعائیں مانگتے رہے تھے، یہاں تک کہ اللہ غفور و رحیم نے یہ فرمان مُبارک نازل فرما کر اپنے اِن نیک بندوں، اپنے سچے اَولیاء کو تسکین عنایت فرمائی کہ ﴿يَسأَلُونَكَ عَنِ الشَّهرِ الحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُل قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ وَصَدٌّ عَن سَبِيلِ اللّهِ وَكُفرٌ بِهِ وَالمَسجِدِ الحَرَامِ وَإِخرَاجُ أَهلِهِ منه أَكبَرُ عِندَ اللّهِ وَالفِتنَةُ أَكبَرُ مِنَ القَتلِ::: (اے رسول) لوگ آپ سے ماہِ حرام کی نسبت دریافت کرتے ہیں کہ اِس میں لڑنا (جائز) ہے؟ آپ فرما دیجیے کہ اِس میں لڑنا بڑا گناہ ہے، اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اللہ سے کُفر کرنا اور مسجدِ حرام اور اُس کے اہل (مُسلمانوں) کو اُس میں سے خارج کرنا اللہ کے نزدیک اُس (لڑائی جھگڑے) سے بھی بڑا جرم ہے، اور اللہ کے ہاں فساد پھیلانا قتل سے بھی بڑا (جُرم) ہے﴾، سُورت البقرۃ (2)/آیت 217،

(یہ سارا واقعہ تفسیر طبری، تفسیر ابن کثیر، اور تفسیر کی دیگر کتابوں میں روایت کیا گیا ہے)

اللہ تعالیٰ کے اِس فرمان کے نازل ہونے سے مُسلمانوں کی جان میں جان آئی، اور تسکین ہوئی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے بھی مالِ غنیمت قُبول فرما لیا،

نبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے جِہادی مہموں کا سِلسلہ شروع فرمایا، اور خود بھی بہت سے معرکوں کی سر براہی فرمائی، تو عُکاشہ رضی اللہ عنہُ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے ساتھ بدر، اُحد، اَحزاب، خیبر، فتح، حنین، تبوک سبھی غزوات میں اپنے اللہ تبارک و تعالیٰ کے دِین کی سر بلندی اور اپنے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی سر بلندی اور حفاظت کے لیے اپنی جان اور مال لے کر حاضر رہے،

اور ہر معرکے میں نیک نیتی اور اپنی جان کی قُربانی اور بہادری کا غیر معمولی مظاہرہ کیا،

غزوہ بدر میں اپنے بھائی ابو سنان بن محصن اور اپنے بھتیجے سنان بن ابی سنان بن محصن رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے کر شریک ہوئے اور اِس بے جگری سے لڑے، کہ لڑتے لڑتے اُن کی تلوار ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے یہ دیکھا تو عُکاشہ رضی اللہ عنہُ کو کھجور کی ایک چھڑی مرحمت فرمائی، وہ یہی چھڑی لے کر دُشمن کی صفوں میں گھس گئے اور لڑائی ختم ہونے تک دادِ شجاعت دیتے رہے، اِس غزوہ عُکاشہ رضی اللہ عنہُ نے اللہ کے دِین کے ایک بہت بڑے دُشمن، قریش کا ایک نامور جنگجو معاویہ بن قیس کو جہنم روانہ کیا جو کی

محدث لائبریری///کتاب وسُنّت ڈاٹ کام/// http://kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قُریش کے لیے بہت ہی بڑا نقصان تھا،

یہاں ایک بات کی طرف توجہ مبذول کرواتا چلوں، دیکھیے صحابی رضی اللہ عنہُ کی محبت اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم، کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُنہیں جنگ میں تلواروں، تیروں، نیزوں اور بھالوں کے خِلاف لڑنے کے لیے کھجور کی چھڑی عطاء فرمائی، تو، یہ نہیں کہا، کہ سامنے دُشمن تو ہر میسر ہتھیار سے لیس لڑ رہا ہے اور میں ایک چھڑی لے کر لڑوں،

ارے صاحب جب تک مد مقابل کے جیسا یا اُس کے اسلحے سے ملتا جلتا اسلحہ نہ ہو تو جِہاد کی سوچ بھی نہ رکھو، مار کھالو، عِزت و مال لٹوالو، اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی گستاخی یا حق تلفی خاموشی سے برداشت کر لو، جِہاد و لڑائی کا نام بھی مت لو کہ تم کمزور ہو،

جی نہیں ایسی اِیمانی کمزوری، اور بزدلی پر مبنی سوچیں اور مصلحت کوشی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی اور نہ ہی کسی سچے ایمان والے کے پاس ہوتی ہے،

ربیع الاول سن 6 ہجری میں اور بعض روایات میں ربیع الثانی سن 6 ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو خبر ملی کہ بنوأسد بن خزیمہ جو عُکاشہ رضی اللہ عنہُ کے قبیلے سے ہی تعلق رکھتے تھے اور اُسی قبیلے کی نِسبت سے عُکاشہ رضی اللہ عنہُ کو الأسدی کہا جاتا تھا، اور کہا جاتا ہے، تو اُس بنوأسد بن خزیمہ کی ایک جماعت نے چشمہء غمر مرزوق کے قریب پڑاؤ ڈال رکھا ہے اور اُس کا اِرادہ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے عُکاشہ رضی اللہ عنہُ کو چالیس سوار دے کر حکم فرمایا کہ فوراً جا کر اُن شر پسندوں کی سر کوبی کریں، عُکاشہ رضی اللہ عنہُ تیز رَو طوفان کی طرح اُن لوگوں کے سر پر جا پہنچے، بنوأسد کو مُقابلے کی ہمت نہ پڑی اور وہ جلد بازی کے عالَم میں بھاگ کھڑے ہوئے، عُکاشہ رضی اللہ عنہُ نے اُن لوگوں کے دو سو اونٹ پکڑ لیے اور اُنہیں ساتھ لے کر کامیاب و کامران مدینہ منورہ واپس آئے، یہ مہم """سریہ عُکاشہ بن محصن""" یا """سریہ غمر مرزوق""" کے نام سے مشہور ہے،

اِسی سال سن 6 ہجری میں عُکاشہ رضی اللہ عنہُ کو اُن چودہ سو مقدس لوگوں میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا، جنہوں نے حدیبیہ کے مُقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دستِ مُبارک پر لڑنے مرنے کی بیعت کی، اور ''اصحاب الشجرۃ'' کا لقب پا کر اللہ تبارک و تعالیٰ کی خُوشنودی اور جنّت کی بشارت حاصل کی،

سن 11 ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے رحلت فرمائی اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہُ، پہلے بلا فصل خلیفہ مُقرر ہوئے،

اُن کی خِلافت کا آغاز ہی ایسے وقت میں ہوا جب عرب میں مُرتدین کے فتنے سر اُٹھا رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دُنیا سے رُخصت ہونے پر اُن فتنوں میں تیزی اور اضافہ ہونے لگا،

اِن تنگ، سخت اور شدید حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پہلے بلا فصل خلیفہ أمیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہُ نے بے مثال استقامت، شجاعت اور جوشِ ایمانی کا مظاہرہ فرمایا، اُنہوں نے مُرتدوں کے تمام

http://kitabosunnat.com /// محدث لائبریری /// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مُطالبے سختی کے ساتھ رَد کر دیے، اور سب ہی مُرتدین، نبوت کے جھوٹے دعوے داروں، اور زکوۃ کی ادائیگی سے اِنکار کرنے والوں کے خِلاف جِہاد کا پرچم بُلند فرمادِیا،

مُرتدین کے ایک طاقتور گروہ کی قیادت طلیحہ بن خویلد کر رہا تھا، یہ شخص بہت زبردست جنگجو تھا اور عرب کے نامور مانے ہوئے بہادروں میں شُمار ہوتا تھا، یہ بدبخت شخص تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زندگی مُبارک کے آخری حصے میں ہی مُرتد ہو گیا تھا، اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ بھی کرچُکا تھا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اِس خانماں برباد کے ارتداد اور جھوٹے دعویٰ کی خبر سُن کر ضِرار رضی اللہ عنہُ بن الازور کو اِس کی سر کوبی پر مامور فرمایا تھا،

یہ طلیحہ بن خویلد، عُکاشہ رضی اللہ عنہُ کے قبیلے بنواسد بن خزیمہ سے ہی تعلق رکھتا تھا،

اور ضِرار رضی اللہ عنہُ بن الازور بھی اِسی قبیلے کے فرد تھے، ضِرار رضی اللہ عنہُ نے واردات کے مقام پر طلیحہ اور اس کے حواریوں کو زبردست شکست دی، اِس لڑائی میں عُکاشہ رضی اللہ عنہُ کے بھتیجے سنان رضی اللہ عنہُ بن ابی سنان بن محصن نے ضِرار رضی اللہ عنہُ کے شانہ بشانہ حصہ لیا،

اِنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے بطور خاص پیغام بھیجا تھا کہ وہ ضِرار رضی اللہ کے ساتھ مل کر طلیحہ کے خِلاف جِہاد کریں،

ضِرار رضی اللہ عنہُ طلیحہ کو شکست دے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے، ابھی راستے ہی میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جہان فانی سے رُخصت فرما گئے،

اِس کے فوراً بعد أمیر المؤمنین خلیفہ أول ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہُ و أرضاہ، نے مُرتدین کے خِلاف جِہاد کے لیے مُجاہدین کو مختلف اطراف اِرسال فرمایا، تو عُکاشہ رضی اللہ عنہُ اور ضِرار رضی اللہ عنہُ، اللہ کی تلواروں میں ایک تلوار، سیف اللہ الغالب، خالد بن الولید رضی اللہ عنہُ کے دستے میں شامل ہو گئے،

خالد رضی اللہ عنہُ سب سے پہلے طلیحہ کی طرف متوجہ ہوئے جو ضِرار رضی اللہ عنہُ سے شکست کھا کر بزاخہ میں چُھپا ہوا تھا، اُس بدبخت جھوٹے نے طے، فزارہ اور أسد نامی قبیلوں کو اپنے جھنڈے تلے جمع کر لیا تھا،

خالد رضی اللہ عنہُ نے عُکاشہ رضی اللہ عنہُ اور ثابت رضی اللہ عنہُ بن أقرم کو اَمامی دستے (فرنٹ کور) کی دیکھ بھال پر مامُور کر دیا، عُکاشہ رضی اللہ عنہُ، اور سلمہ رضی اللہ عنہُ اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے اپنے لشکر کے آگے گھوڑوں پر سوار جارہے تھے کہ دُشمن کے سواروں سے مُڈبھیڑ ہو گئی، اُن میں طلیحہ اور اس کا بھائی سلمہ بن خویلد بھی شامل تھے، طلیحہ نے عُکاشہ رضی اللہ عنہُ پر حملہ کیا اور سلمہ نے ثابت رضی اللہ عنہُ پر، ثابت رضی اللہ عنہُ تو جلد ہی سلمہ کے ہاتھوں رتبہء شہادت پر فائز ہو گئے، لیکن عُکاشہ رضی اللہ عنہُ نے طلیحہ کو ایسا تنگ کیا کہ وہ سلمہ کو اپنی مدد کے لیے پکارنے لگا، سلمہ ثابت رضی اللہ عنہُ سے فارغ ہو چکا تھا، وہ فوراً اِدھر لپکا اور دونوں بھائیوں نے مل کر عُکاشہ رضی اللہ عنہُ کو اپنے نرغے میں لے لیا، دونوں عرب کے نامی جنگجو تھے، لیکن عُکاشہ رضی اللہ عنہُ نے زبردست ثابت قدمی کے ساتھ اُن دونوں کا مُقابلہ کیا، پورا بدن زخموں سے بھر گیا لیکن برابر مُقابلہ کرتے رہے یہاں تک کہ نڈھال ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کر گرپڑے اور جنّت الفردوس کی جانب روانہ ہوئے،

جب اِسلامی لشکر وہاں پہنچا تو دونوں جانبازوں کو خاک وخون میں غلطاں دیکھ کر حیران رہ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اِن جاںثاروں کی شہادت کوئی معمولی واقعہ نہ تھا، ہر شخص کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہو گیا، خالد رضی اللہ عنہ ُ اپنے گھوڑے سے اُترے اور ساری فوج کو روک کر آنسو بھری آنکھوں کے ساتھ اللہ کے اِن سچے ولیوں کواِن کے خون آلود کپڑوں میں ہی سُپردِ خاک کیا،

اِس کے بعد اللہ کی تلوار، خالد بن الولید رضی اللہ عنہ ُ اللہ کا قہر بن کر طلیحہ کے لشکر پر جاپڑے، اور طلیحہ کو فیصلہ کُن شکست دِی اور وہ شام کی طرف بھاگ گیا، اللہ کی شان دیکھیے کہ بعد میں اِسی طلیحہ نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے قیامِ شام کے دوران دوبارہ اِسلام قُبول کروا دیا،

عُکاشہ رضی اللہ عنہ ُ بن محصن رضی اللہ عنہ ُ، سابقون الاولون، اصحاب الشجرۃ یعنی بیعت رضوان کرنے والوں، میں سے تھے، اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی دُعاء اور اُن صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی زُبان مُبارک سے بغیر حساب جنّت میں داخل ہونے والوں میں سے ہونے کی خوشخبری پائے ہوئے تھے، اِس کے باوجود اللہ کے اِس سچے ولی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے سچے عملی مُحب نے گھر یا مسجد میں زندگی تمام نہیں کی، خانقاہیں اور اُس قِسم کے دُوسرے ٹھکانے تو خیر تھے ہی نہیں، پس اللہ کے اِس سچے ولی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے سچے اور عملی مُحب نے یہ سب رُتبے اور جنّت کی یقینی دھانی پانے کے باوجود بھی اپنی زندگی اللہ کی راہ میں جِہاد کرنے میں لگائی رکھی اور اللہ نے قُبول فرمالی، رضی اللہ عنہ ُ وأرضاہ،

اللہ ہمیں بھی اس راہ پر چلنے کی ہمت عطافرمائے اور اپنی راہ میں قُبول فرمائے،

❁❁❁ عتاب رضی اللہ عنہ ُ وأرضاہُ، بن اسید اُموی ❁❁❁

رمضان 8 ہجری میں فتح مکہ کے چند دن بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو اطلاع ملی کہ بنو ہوازن چند دیگر سرکش قبیلوں کو ساتھ ملا کر مکہ مکرمہ پر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے صحابہ کرام سے اِرشاد فرمایا کہ ﴿ بہتر یہ ہے کہ اُن لوگوں کاآگے بڑھ کر مقابلہ کیا جائے، اور اُن کو مکہ مکرمہ کے قریب نہ پھٹکنے دیا جائے ﴾،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اِس مقصد کے لیے بارہ ہزار سر فروش مُجاہدوں کے ہمراہ مکہ مکرمہ سے حُنین کی جانب روانہ ہوئے،

لشکرِ اِسلام کی روانگی سے پہلے یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ مکہ مکرمہ کی ذمہ داری کسی بہت بھروسے والے شخص کو سونپی جائے، اور مکہ المکرمہ کی اَمارت پر کسی قابل اعتماد آدمی کو مُقرر کیا جائے،

مکہ مکرمہ میں اگرچہ بہت سارے معمر اصحاب موجود تھے، لیکن ہمارے سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اِس اہم منصب کے لیے مکہ مکرمہ کے ایک ایسے نوجوان پر پڑی جن کی عمر صرف بیس یا اکیس سال تھی، اور جو صرف چند دن پہلے شرفِ اِسلام سے بہرہ ور ہوئے تھا،

یہ سعادت مند نوجوان ""ابو عبد الرحمٰن عتاب رضی اللہ عنہُ بن اسید اموی"" تھے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اُن کو بلاوا بھیجا تو وہ دوڑے دوڑے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور بڑے ادب سے سلام کر کے اِرشاد نبوی سننے کے لیے ہمہ تن گوش ہو گئے،

سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اُن سے مخاطب ہو کر اِرشاد فرمایا ﴿ عتاب، میں یہاں سے جا رہا ہوں، میرے بعد تم مکہ مکرمہ کے ذمہ دار ہو گے، یہ بات یاد رکھنا کہ میں تم کو اہلِ اللہ پر عامل بنا رہا ہوں، اِس لیے کہ میرے نزدیک تم اِس کام کے لیے سب سے بڑھ کر موزوں ہو، اگر کسی دُوسرے میں یہ مَنصب سنبھالنے کی اہلیت تم سے بڑھ کر ہوتی تو میں یہ ذمہ داری اُس کو سونپتا ﴾،

عتاب رضی اللہ عنہُ نے اِرشاد نبوی کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور پھر اپنے دور اَمارت میں حُسن انتظام، فقر واستغناء، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ایسا مُظاہرہ کیا کہ رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی نیابت کا حق ادا کر دیا،

ابو عبد الرحمٰن بن اسید اُموی کا شمار بڑے عظیم المرتبہ صحابہ میں ہوتا ہے،

اِن کا تعلق قریش کی نامور شاخ بنو امیہ سے تھا سلسلہ نسب یہ ہے ""عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ""،

اِس طرح عتاب رضی اللہ عنہُ کا سلسلہ نسب پانچویں پُشت میں عبد مناف پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے آبائی سلسلے سے مل جاتا ہے،

اُمیر المؤمنین عثمان ذوالنورین، ابو سفیان اور اُمیر المؤمنین معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم اجمعین بھی اِسی خاندان (بنو امیہ یا بنو عبد شمس) کے افراد تھے،

عتاب رضی اللہ عنہُ شروع ہی سے بُت پرستی سے متنفر تھے اور مُشرکانہ اعمال، اور رسموں سے حتی الوسع اجتناب کرتے تھے،

عتاب رضی اللہ عنہُ احکام الٰہی کے نافذ کرنے میں بڑی سختی سے کام لیتے تھے اور کسی شخص کو اِس بات کی اِجازت نہیں دیتے تھے کہ وہ کسی معقول عُذر کے بغیر نماز باجماعت ترک کر دے،

وہ اہل مکہ کے سامنے کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم ! ترکِ جماعت خالص مُنافقت ہے اور جو شخص جماعت کے ساتھ نماز ادا نہ کرے گا تو میں اُسے قتل کر دوں گا،

اِس معاملہ میں ان کی سختی سے اہل مکہ عاجز آ گئے،

یہاں تک کہ اُنھوں نے مدینہ منورہ میں ایک وفد بھیج کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے شکایت کی کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عتاب رضی اللہ عنہُ احکام شریعت نافذ کرنے میں حد اعتدال سے بڑھ گئے ہیں ،
اِس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے عتاب رضی اللہ عنہُ کو حکم بھیجا کہ تمام امور میں اعتدال سب سے اچھی روش ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی نصیحت سُننے کے بعد عتاب رضی اللہ عنہُ کے رویے کی شدت میں کمی آ گئی ،
ایک مرتبہ اَمیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہُ نے ابو جہل کی بیٹی سے نِکاح کا اِرادہ کیا ، ابو جہل کے اہل خاندان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے اِجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اِرشاد فرمایا ﴿ آلِ ہشام علی بن ابی طالب سے اپنی بیٹی کا عقد کرنا چاہتے ہیں اور مُجھ سے اِجازت مانگتے ہیں لیکن میں اِجازت نہ دوں گا کبھی نہ دوں گا ، میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے نہیں کھڑا ہوا ، لیکن اللہ کی قسم ، اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے ایک دُشمن کی بیٹی ایک شخص کے نِکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں ﴾ ،
چنانچہ اَمیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہُ نے اپنا اِرادہ ترک کر دیا ،
اِس موقع پر عتاب رضی اللہ عنہُ نے ابو جہل کی بیٹی جویریہ رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے پر صرف اِس لیے تیار ہو گئے کہ اللہ کے ، اور اللہ کے دِین کے ، اور اللہ کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دُشمن ابو جہل کی بیٹی کا فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سوکن بننے کا کوئی امکان ہی باقی نہ رہ سکے ،
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا وصال ہوا تو عتاب رضی اللہ عنہُ رسول صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی وفات کی خبر سُن کر شدتِ غم سے نڈھال ہو گئے اور دِل شکستگی کے عالم میں نواح مکہ کی کسی گھاٹی میں چلے گئے ، اُس وقت ایک صحابی سُہیل رضی اللہ عنہُ بن عَمرو کو عتاب رضی اللہ عنہُ کے مکہ چھوڑنے کا حال معلوم ہوا تو وہ اُنہیں ڈھونڈتے ہوئے اُن کے پاس پہنچ گئے اور اُن سے درخواست کی کہ آپ شہر میں واپس آیے ، اور لوگوں سے بات کیجیے ، عتاب رضی اللہ عنہُ نے جواب دیا کہ رسول صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے وصال کے بعد میں اپنے اندر طاقت گویائی نہیں پاتا ،
سُہیل رضی اللہ عنہُ نے کہا : آپ میرے ساتھ چلیے میں آپ کی طرف سے لوگوں سے بات کروں گا ،
چنانچہ دونوں مسجد الحرام تشریف لے گئے جہاں اہل مکہ بڑی تعداد میں جمع تھے ، سُہیل رضی اللہ عنہُ نے لوگوں سے خطاب فرمایا ، اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی ابدیت اور مخلوق کے محدود زندگی کی یاد دہانی کروائی ،
اُن کا خطاب سُن کر لوگوں کی ڈھارس بندھ گئی اور وہ اپنے کام کاج میں مشغول ہو گئے ،
اور عتاب رضی اللہ عنہُ بھی ، رسول صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی طرف سے عطاء کی گئی ذمہ داری نبھانے کی ہمت کر کے اپنے فرائض ادا کرنے میں مشغول ہوئے ،
رسول صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے پہلے بلا فصل خلیفہ اَمیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہُ نے بھی عتاب رضی اللہ عنہُ کو اُن کے عہدہ پر بدستور قائم رکھا اور وہ خِلافتِ صدیقی کے پورے دور میں مکہ المکرمہ کے اَمیر رہے ،

http://kitabosunnat.com /// محدث لائبریری /// کتاب و سنّت ڈاٹ کام
" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اَمارت کے فرائض انجام دیتے رہے،

کچھ عرصے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہُ بھی اپنے محبوب سید الاولین والآخرین محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی رفاقت کے لیے دُنیا سے سِدھار گئے،

اُن کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے دُوسرے بلا فصل خلیفہ اَمیر المؤمنین عُمر الفاروق نے بھی عتاب رضی اللہ عنہُ کو ہی مکہ مکرمہ کا اَمیر برقرار رکھا،

خِلافت ءِ راشدہ کے اِس دُوسرے دَور میں اللہ عزّ و جلّ نے اپنے اِس سچے ولی کو دُنیا کی ذمہ داریوں سے فارغ فرما دِیا اور اپنی جنتوں کی طرف بلا لیا،

عتاب رضی اللہ عنہُ نے زیادہ لمبی حیات نہ پائی اور جوانی میں ہی اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے،

عتاب رضی اللہ عنہُ ایک صالح، باخبر اور فاضل جوان تھے، عتاب رضی اللہ عنہُ قُبول اِسلام سے پہلے ہی ایک سلیم الفطرت اور عاقل و شجاع نوجوان کی حیثیت سے مشہور ہو چکے تھے اور رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بھی اُن کو اوصافِ حمیدہ کا علم ہو گیا تھا یہی سبب تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے انہیں امارت مکہ کے اہم منصب پر فائز فرمایا،

عتاب رضی اللہ عنہُ نے زبانِ رسالت سے جو کچھ سُنا اُسے بخوبی یاد رکھا اور اپنے دورِ امارت میں اُسی کے مُطابق فیصلے کیے، کئی برس مکہ المکرمہ کے اَمیر رہنے کے بعد بھی جب اپنے اللہ کے سامنے حاضر ہونے کو دُنیا سے رُخصت ہوئے تو اِس طرح صاف سُتھرے تھے کہ گویا دُنیا کی آلودگیوں نے اُنہیں چھُوا تک نہیں تھا۔ رضی اللہ عنہُ و اَرضاہُ۔

❁❁❁ اَرقم، رضی اللہ عنہُ و اَرضاہُ، بن ابی اَرقم ❁❁❁

بعثت کے بعد تین سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نہایت رازداری کے ساتھ فریضہِ تبلیغ ادا فرماتے رہے، اِس مدت میں بہت سی مُبارک ہستیوں نے دعوتِ حق پر لبیک کہا اور پھر اُسے اپنے حلقہ ءِ اثر میں پھیلانے کی بھرپور کوشش کی، اِس طرح اِسلام کا نورِ ہدایت اندر ہی اندر جہالت کی تاریکیوں کو نابُود کرنے لگا،

اُس زمانے میں اہلِ حق چھُپ چھُپ کر مکہ کی سنسان گھاٹیوں میں نماز پڑھتے تھے تاکہ مُشرکینِ کو اُن کے قُبول اِسلام کا پتہ نہ چل سکے، لیکن کفارِ مکہ کو کسی طور یہ خبر مل ہی گئی کہ اُن کے کچھ لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا لایا ہوا نیا دین قُبول کر لیا ہے اور اُن کی اور اُن کے باپ دادوں کی عِبادات کے طریقے چھوڑ کر ایک نیا طریقہ ءِ عِبادت اختیار کر لیا ہے، چنانچہ وہ غم وغصے کی حالت میں اِس ٹوہ میں رہنے لگے کہ کسی مُسلمان کو اُس کے طریقے کی عِبادت کرتے دیکھیں تو اُس پر ظلم کرتے ہوئے اُسے اُس عِبادت سے روکیں،

لہٰذا کافروں کی اِس پلید کوشش کے نتیجے میں، اُس دَور میں دو تین واقعات ایسے پیش آئے جن میں نماز پڑھنے والے مُسلمانوں پر کافر مُشرکوں نے یورش کر دی،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گو کہ جانباز و دلیر مُسلمانوں نے اُن کا مقابلہ کر کے اُنہیں بھاگنے پر مجبور کر دِیا، لیکن، اِس بات کا سخت اندیشہ پیدا ہو گیا کہ کہیں مُشرکینِ مکہ سے کُھلم کُھلا تصادم شروع نہ ہو جائے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسم اُس وقت یہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نہیں چاہتے تھے کہ حالات ایسی صُورت اختیار کریں، کہ مُسلمانوں اور کافروں کے درمیان کھلی لڑائی شروع ہو جائے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خواہش تھی کہ مُسلمانوں کو مکہ المکرمہ میں کوئی ایسی محفوظ جگہ مل جائے، جہاں کفار کے حملے کا ڈر نہ ہو تو وہ سب مُسلمان اُس جگہ جمع کو کر نماز پڑھ لیا کریں،

ابھی ایسی جگہ کی تلاش جاری تھی کہ ایک دن اُنیس بیس برس کی عُمر کے ایک خوبصُورت و خوش لباس نوجوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا""یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ، میرا وسیع مکان کوہِ صفا کے دامن میں، بیت اللہ کے قریب واقع ہے، میں اِسے آپ کی نذر کرتا ہوں، مُسلمان اُس میں جمع ہو کر جو چاہیں کریں، مُشرکین کی مجال نہیں کہ وہ اُس مکان میں داخل ہو سکیں"""

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم، اللہ کے اُس سچے ولی، اور اللہ کے دِین کے حقیقی پرستار، اور اپنے اِس عملی مُحب کی یہ مُحبت، ایثار، اور جرأت دیکھ کر بہت مُسرور ہوئے، اور اُنہیں دُعاء دِی، اور اُن کی فیاضانہ پیشکش کو شرفِ قُبول بخشتے ہوئے اُس مکان کو مُسلمانوں کے اِجتماع اور دعوت و تبلیغ کا مرکز بنا دیا، یہ نوجوان جِس کے گھر کو اِسلام کا پہلا مرکز اور مُسلمانوں کی پناہ گاہ بننے کا شرف حاصل ہوا اور جِس کے جذبہء ایثار نے فخرِ بنی آدم سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو خوش کیا، بنو مخزوم کے چشم و چراغ ابو عبداللہ اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ بن ابی اُلارقم تھے،

اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ بن اَبی اُلارقم عبد مناف، اللہ تبارک و تعالیٰ کے اُن پاکباز بندوں میں سے ہیں جو دعوتِ حق کے اِبتدائی زمانہ میں مشرف بہ اِسلام ہوئے، اور اپنی اِستقامت، اِیثار اور اِخلاصِ عمل کے لافانی نقوش صفحہء تاریخ پر ثبت کیے، وہ نہایت قدیم الِاسلام تھے، اور بعثت کے پہلے تین سالوں کے اندر سعادت اندوزِ اِسلام ہوئے،

اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کا تعلق بنو مخزوم سے تھا، جو قریش کا بڑا معزز اور قدر و منزلت والا خاندان تھا،

زمانہء جاہلیت میں فوج کی سپہ سالاری اور فوجی کیمپ کے انتظام کا عہدہ اُسی خاندان کے پاس تھا،

شجرہِ نسب یوں ہے"اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ بن اَبی اُلارقم عبد مناف بن ابو جندب اسد بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم بن یقظہ بن مرّہ بن کعب بن لویّ"۔

مرّہ بن کعب پر اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کا سلسلہء نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے نسب سے جا ملتا ہے ، مرّہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے جدّ اعلیٰ قصی بن کلاب کے دادا تھے،

اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ ہجرتِ نبوی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے تیس برس قبل پیدا ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی بعثت کے وقت اُن کی عمر سترہ یا اٹھارہ برس تھی، اُٹھتی جوانی میں پرچمِ توحید تھام کر ہر قِسم کے مصائب و آلام کو دعوت دینا کسی خوش بخت رُوح ہی کا کام ہو سکتا تھا، بنو مخزوم کے اِس سعادت مند جوان نے یہ کام کر دِکھایا، اور ہر طرح کے خطرات کے ساتھ اپنا مُستقبل مکہ کے دُرِّ یتیم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے وابستہ کر دیا،

http://kitabosunnat.com///محدث لائبریری///کتاب و سُنّت ڈاٹ کام
" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کا جذبہِ ایثار ہی تھا جِس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو خوش کیا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو خوش کیا تو اللہ تعالیٰ کو خوش کیا، اور اللہ نے اَرقم رضی اللہ عنہُ کے گھر کو اُس عظیم قربانی کے عوض اُن انتہائی مشکل حالات میں "دارُ الِاسلام" بننے کا لازوال اور عظیم شرف بخشا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اِس مشکل اور کٹھن زمانے میں دار اَرقم ہی میں تشریف فرماتے رہے، یہیں آکر اہلِ حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پاس آکر جمع ہوتے تھے اور مکان کا دروازہ بند کر کے نماز پڑھتے تھے ، اور لوگ بھی اسی جگہ آکر اِسلام قُبول کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے فیوض اور برکات سے بہرہ یاب ہوتے تھے، دار اَرقم مُسلمانوں کی پناہ گاہ تھا، لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں کہ مُسلمانوں نے اپنے آپ کو اُس میں قید کر لیا تھا، جب چوتھے سالِ نبوت کے آغاز میں بارگاہِ الٰہی سے یہ حکم نازل ہوا ﴿ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ::: (اے رسول) آپ کو (اللہ کے طرف سے) جو حکم دیے گئے ہیں وہ بالکل صاف صاف سنایے، اور مُشرکین کی پرواہ مت کیجیے ﴾ سورت الحِجر (15) /آیت 94،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اعلانیہ دعوتِ حق کا کام شروع کر دیا، کبھی تنہا اور کبھی چند جاںنثاروں کے ہمراہ دار الارقم سے نکل کر لوگوں کو صاف صاف اِسلام کی دعوت دیتے اور شرک سے دُور رہنے کی تلقین فرماتے، اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر طرف مُخالفت کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا اور وہی لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی امانت و دیانت، صِدق اور اعلیٰ کردار کی تعریفیں کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے جانی دُشمن بن گئے،

بہر حال مُخالفت کے اِن طوفانوں میں دعوتِ حق کا کام برابر جاری رہا، اِسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے محبوب چچا جان، حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی دُعاء کے نتیجے میں عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے نعمتِ اِیمان عطاء فرمائی، اِس کے بعد بیعتِ عُقبہ کبیرہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے مکہ کے مُسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کر کے جانے کا حکم دے دیا، چنانچہ مکہ کے بیشتر مُسلمان چند ماہ کے اندر اندر ہجرت فرما گئے اور مدینہ المنورہ پہنچ گئے، اِس میں اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ بھی شامل تھے،

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے، اور سن 6 ہجری میں غزوات کا سلسلہ شروع ہوا، تو بدر الکبریٰ، اُحد، اَحزاب، خیبر، حُنین، غرض کہ کوئی ایسا عظیم معرکہ نہیں تھا، جِس میں اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے سر فروشی اور جانبازی کا حق ادا نہ کیا ہو،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کی دیانت داری اور امانت داری پر بے حد اعتماد تھا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اَرقم رضی اللہ عنہُ کو تحصیلِ زکوۃ کی عظیم ذمہ داری پر مامور فرمایا، اور اَرقم رضی اللہ عنہُ یہ خدمت تمام عہد رسالت میں بہترین طور پر انجام دیتے رہے،

اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دُنیا سے رُخصت ہونے کے بعد، سن 53 یا سن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

55 میں، 83 یا 85 سال میں اپنے اللہ کی جنتوں کی طرف روانہ ہوئے،

اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے وفات سے پہلے وصیت کی تھی کہ اُن کی نمازِ جنازہ سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ عنہُ پڑھائیں،

سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کا مکان مدینہ منورہ سے کچھ فاصلے پر عقیق میں تھا، اِس لیے مدینہ پہنچنے میں دیر ہو گئی، والیء مدینہ مروان بن الحکم کو انتظار گوارا نہ ہوا اور اُس نے کہا کہ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کے آنے تک کیا جنازہ یونہی پڑا رہے گا، میں نماز پڑھا دیتا ہوں،

اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کے صاحبزادے عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے اُس کی بات رد کر دِی اور کہا کہ جب تک سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہُ تشریف نہیں لائیں گے نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی،

مروان نے اِصرار کیا تو عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہُ بن اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کی حمایت میں قبیلہ بنو مخزوم کھڑا ہو گیا ، کہ وہی ہو گا جس کی وصیت کی گئی ہے،

اتنے میں سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہُ تشریف لے آئے، اور نمازِ جنازہ پڑھا کر اِسلام کے اِس مہرِ عالمتاب کو قبرستان بقیع (بقیع غرقد) میں سپردِ خاک کر دیا، اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ اپنے پیچھے دو نیک بیٹے عبیداللہ رضی اللہ عنہُ اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہُ اور تین بیٹیاں صفیہ ، مریم اور امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھن چھوڑیں،

اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ بن اَبی الاَرقم کا شمار اِسلام کے عظیم فرزندوں میں ہوتا ہے، وہ نہ صرف السابقون الاولون کے سلسلے میں گوہرِ تابندہ ہیں بلکہ اُن کو بدری ہونے کا عظیم شرف بھی حاصل ہے، بدر کے علاوہ اُنہیں دُوسرے تمام اہم غزوات میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی ہمرکابی کی سعادت نصیب ہوئی،

اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کی تابندہ نیک نامی کا سبب سے بڑا سبب اُن کا اپنے اللہ کے دِین کے لیے وہ جذبہ فدائیت تھا جس کی بِناء پر اُنہوں نے اللہ کے دِین کی تمکین کے لیے چہار سُو دُشمنی والے ماحول میں اپنا گھر پیش کر دِیا، مہبطِ وحی ورسالت محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اور دُوسرے اہلِ حق کے میزبان بنے،

اِسلام کا یہ اول مرکز آج بھی دار الاَرقم کے نام سے جانا جاتا ہے جہاں سے اللہ کے دِین کی شعائیں پھیل کر دُنیائے کفر وشرک کو روشن کر گئیں،

گو کہ اب وہ دار الاَرقم مسجد الحرام کا حصہ بن گیا ہے، لیکن "دار الاَرقم" اور اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کے جذبہء ایثار کا ذکرِ ابد لآباد تک باقی رہے گا، اِن شاء اللہ"۔

❁❁❁ اُم ربیع رضی اللہ عنہا و اُرضاھا ❁❁❁

ایک سچی مؤمنہ (اِیمان والی عورت) کی کرامت

ایک دفعہ ایک صحابیہ اُم ربیع رضی اللہ عنہا کی بیٹی اُم حارثہ رضی اللہ عنہا نے کِسی کو زخمی کر کے اُس کا دانت توڑ دیا،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جِس کا دانت ٹوٹا اُس نے اپنے ورثاء کو بھیجا اور اُنھوں نے آ کر کہا "قصاص، قصاص" یعنی ہمیں تو جُوں کا تُوں بدلہ چاہیے یعنی دانت کے بدلے دانت توڑ کر بدلہ لینا ہے،

اس پر اُم ربیع رضی اللہ عنہا کہنے لگیں "اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم! کیا فُلاں سے بدلہ لیا جائے گا؟"،

یعنی اُم حارثہ رضی اللہ عنہا سے جو ایک شہید کی والدہ ہیں،

یہ اُم حارثہ رضی اللہ عنہا وہی ہیں، جِن کا ایک بیٹا اللہ کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر چُکا تھا، اور جب وہ بیٹا دُنیا سے رُخصت ہوا تھا، تو اُم حارثہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی تھی کہ "اے اللہ کے رسول، میرا بیٹا کہاں ہے؟ اگر تو وہ جنّت میں ہے تو میں صبر کروں گی اور اگر ایسا نہیں ہے تو دُنیا دیکھے گی کہ میں کیا کرتی ہوں؟"،

اُم حارثہ رضی اللہ عنہا کو اِس بات کی فکر تھی کہ اُن کا لعل شہید ہوا ہے کہ نہیں، اُسے اللہ تعالیٰ نے قُبول فرمایا ہے کہ نہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُم حارثہ رضی اللہ عنہا سے اِرشاد فرمایا ﴿يَا أُمَّ حَارِثَةَ ، إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ ، وَإِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الأَعْلَى::: اے حارثہ کی ماں، جنّت میں تو بہت سے باغات ہیں، اور تیرا بیٹا تو جنّت الفردوس میں ہے﴾،

اِس پر اُم حارثہ رضی اللہ عنہا کو قرار و سکون آگیا، چنانچہ اُن کا یہی مقام تھا اور اللہ عزوجل کے ہاں منزلت تھی جس کی بناء پر اُم حارثہ رضی اللہ عنہا کی والدہ اُم ربیع رضی اللہ عنہا جو خود بھی نیک اور پاکباز صحابیہ تھیں، نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے عرض کی تھی کہ "اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم! کیا اب ایسی عورت سے بدلہ لیا جائے گا جو ایک شہید کی ماں ہے اور اُس کا بدلے میں دانت توڑا جائے گا؟"،

اُم ربیع رضی اللہ عنہا کو اپنے اللہ پر اِس قدر مکمل یقین تھا کہ اپنی اِس بات کے ساتھ یہ بھی کہا کہ "اللہ کی قسم، اُم حارثہ سے بدلہ نہیں لیا جائے گا"،

اِس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا "سُبْحَانَ اللَّهِ يَا أُمَّ رُبَيِّعٍ كِتَابُ اللَّهِ::: اللہ پاک ہے، اے اُم ربیع، یہ (بدلہ اِس طرح سے لیا جانا) تو اللہ کا فیصلہ ہے﴾،

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب میں درج ہے ﴿وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ::: دانت کے بدلے میں دانت﴾،

یہ سن کر اُم ربیع رضی اللہ عنہا نے پھر یہی کہا کہ "نہیں، اللہ کی قسم، اُس سے کبھی بدلہ نہیں لیا جائے گا"،

آخر کار، زخمی عورت کے ورثاء جو "بدلہ بدلہ" کرتے آئے تھے، وہ دیت لینے کے لیے تیار ہو گئے یعنی دانت کے بدلے معاوضہ، اِس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لأَبَرَّهُ::: بلاشبہ اللہ کے بندوں میں سے ایسے بھی ہیں کہ اگر اُن میں سے کوئی اللہ کی قسم اُٹھا لے تو اللہ اُن

محدث لائبریری///کتاب وسُنّت ڈاٹ کام/// http://kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

کی لاج رکھ لیتا ہے ﴾،

اُم ربیع رضی اللہ عنہا ایک شہید کی نانی جان، جو قسمیں کھا کھا کہہ رہی تھیں کہ بدلہ نہیں لیا جائے گا تو معاذاللہ ایسا نہیں کہ وہ شرعی حکم کو ماننے سے انکار کر رہی تھیں، اِن پاکباز شخصیتوں کے بارے میں ایسا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، یہ تو اُم ربیع رضی اللہ عنہا کا اپنے رب پر یقین، توکل اور بھروسہ تھا کہ میرا رب اپنے ایک شہید کی ماں کی لاج رکھے گا، اور واقعتاً اللہ عزّ و جلّ نے اپنے شہید بندے کی ماں کی، اور نانی ماں کی لاج رکھ لی، اپنی اِس نیک بندی کے بھروسے کی لاج رکھ لی، اور بدلہ کی مانگ کرنے والوں کے دِلوں کو بدل دِیا اور اُنہیں دیت لینے پر راضی مند کر دِیا،

یہ ایک سچے شہید کی مخلص، سچی، مؤمنہ نانی جان اور والدہ کو اللہ کی طرف سے عطاء کردہ کرامت تھی، کہ اللہ کی اُس سچی مؤمنہ نے اپنے رب کی قسم اُٹھا کر ایک کام کے نہ ہونے کی بات کی، جس کے نہ ہونے کی بظاہر کوئی اُمید نہ تھی، اور اُس کے ربِ عظیم اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی اُس مؤمنہ بندی کی لاج رکھ لی، یقیناً، بلاشک اللہ جلّ ثناؤہُ و تبارک أسماؤہُ و تعالیٰ صفاتہُ ہی لج پال ہے، کوئی بندہ نہیں۔

::: مصادر والمراجع :::

قران کریم، صحیح البخاری، صحیح مُسلم، سُنن النسائی، سُنن الترمذی، مُسند أحمد، صحیح ابن حبان، صحیح ابن الخزیمۃ، مُستدرک الحاکم، سُنن ابن ماجہ، سُنن ابو داؤد، مُسند البزار (البحر الزخار)، شذارت الذھب، البدایہ والنھایہ، الأصابۃ فی تمیز الصحابۃ، مقدمہ ابن خلدون، تاریخ الطبری، تاریخ دمشق، أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، رجال حول الرسول، نساء حول الرسول، فرسان النھار مِن الصحابۃ الاخیار، صُور من حیاۃ الصحابہ، نساء مبشرات بالجنۃ۔

 محدث لائبریری /// کتاب و سُنّت ڈاٹ کام /// http://kitabosunnat.com